عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱۱ تا ۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۸ء | شمارہ نمبر ۵۰

ہیومن رائٹس سوسائٹی آف پاکستان کا نیا شوشہ

قادیانی مقام محمود

قتال فی سبیل اللہ سے پہلے ایمان بنانا ضروری؟

انصاف پسند اسلامی میڈیا وقت کی اہم ضرورت

ختم نبوت کے موتی

قیمت: ۵ روپے

مقتدی امام کے پیچھے قرات نہ کرے

س.... جماعت میں جن نمازوں میں امام صاحب قرات بلند آواز سے نہیں کرتے' یعنی ظہر اور عصر میں' ان نمازوں میں مقتدی کو الحمد شریف اور کوئی سورہ مبارکہ پڑھنی چاہئے یا اسے خاموش رہنا چاہئے؟

ج..... حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک امام کے پیچھے مقتدی کو قرات کرنے کا حکم نہیں' خواہ سری نماز ہو یا جہری' نہ فاتحہ پڑھے' نہ کوئی سورۃ' البتہ اپنے دل میں سورہ فاتحہ پڑھتا رہے۔

(سود)

(سرفراز احمد' کوٹری)

س.... پاکستان کے اس معاشرے میں رہتے ہوئے سود سے کیسے بچا جائے' اور پیسے کی حفاظت کس طرح کی جائے؟

ج..... گورنمنٹ کی اسکیموں میں میرے علم میں کوئی اسکیم ایسی نہیں' جو سود سے پاک ہو' البتہ این آئی ٹی کے بارے میں پہلے سنا تھا کہ وہ سود سے پاک ہے' مگر اب معلوم ہوا کہ وہ بھی سود میں ملوث ہے۔ اگر کوئی صحیح آدمی شریعت کے مطابق کام کرنے والا ہو' لائق اعتماد ہو' متقی اور پرہیزگار ہو' اور مضاربت کے اصول پر منافع دیتا ہو تو اس کے ساتھ کاروبار صحیح ہے۔ اس کی تفصیل کسی مفتی سے زبانی سمجھ لی جائے۔

س.... کیا بلا سودی اکاؤنٹ پر ملنے والے منافع کو گھر میں کھانے پینے اور پہننے کے علاوہ کسی اور چیز پر خرچ کیا جاسکتا ہے؟

ج..... حرام روپے کو گھر میں استعمال کرنے کا فتویٰ کیسے دے سکتا ہوں؟

س.... اگر بلاسودی اکاؤنٹ پر ملنے والے منافع کو لے کر کہیں بھی خرچ کریں تو کیا لینے کا گناہ ہوگا؟ اگر ہوگا تو کس طرح بچا جاسکتا ہے؟

ج..... بینک سے سود نکلوالیا جائے' اور نیت لینے کی نہ ہو' اور پھر وہ سودی پیسہ کسی محتاج کو دے دیا جائے تو امید ہے کہ اس کی پکڑ نہیں ہوگی۔ (واللہ اعلم)

(وراثت)

(وزیر علی' کراچی)

س.... میں شادی کے بعد والدین سے الگ ہوگیا تھا۔ میرے والد صاحب نے میرے ان سے الگ ہونے کے بعد خود اپنے پیسوں اور دیگر تین بھائیوں کے پیسوں سے ایک مکان تعمیر کروایا تھا۔ جب والد صاحب ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو انہوں نے ریٹائرمنٹ سے ملنے والی دو لاکھ کی رقم بھی مکان کی تعمیر پر خرچ کردی۔ نیز وہ اپنی پنشن بھی گھر پر خرچ کرتے تھے۔ اب والد صاحب کے انتقال کے بعد والدہ اور تین بھائیوں کا کہنا ہے کہ مکان انہوں نے تعمیر کیا ہے' میں نے چونکہ مکان کی تعمیر میں حصہ نہیں لیا' اس لئے میں اس مکان کا وارث نہیں ہوں۔ واضح رہے کہ مکان میرے والد صاحب کے نام پر ہے۔ اس مسئلہ کا شرعی حل کیا ہے؟

ج..... یہ دیکھنا چاہئے کہ اس مکان میں تمہارے والد صاحب کا اور بھائیوں کا کتنا کتنا خرچ ہوا ہے۔ جو خرچ کہ بھائیوں کا ہوا' اتنے حصے کے تو وہ مالک ہیں' اور جتنا تمہارے والد صاحب کا خرچ ہوا' اس کو شرعی حصوں پر تقسیم کیا جائے گا' لیکن اگر تمہاری والدہ اور بھائی نہیں دیتے تو تم صبر کرو۔ دنیا کی زندگی تو بہرحال ختم ہوجائے گی' اور بھائیوں نے اور والدہ نے تمہارا جو حق دبایا' وہ قیامت کے دن ان کو بھرنا پڑے گا۔ (واللہ اعلم)

(تبدیلی نام)

نور محمد' کراچی

س.... میرا نام نور محمد ہے۔ میں تنگدستی کی وجہ سے اکثر پریشان رہتا ہوں۔ میں نے خواب دیکھا تھا کہ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ تم اپنا نام بدل کر میر محمد رکھو' تمہاری تنگدستی ختم ہوجائے گی۔ آپ یہ واضح فرمائیں کہ کیا میں نام تبدیل کرسکتا ہوں؟

ج..... تمہارا نام تو اچھا ہے' اور اگر تم چاہو تو بدل لو۔ لیکن خوشحالی اور تنگدستی اللہ کی جانب سے ہے' اس پر آدمی کو راضی رہنا چاہئے۔ جس حال میں مولا رکھے' وہی حال آدمی کے حق میں بہتر ہے۔

پانچ وقت کی نماز پڑھو' قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو' اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو' یہ چیزیں کام آنے والی ہیں' ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کی برکت سے تمہاری روزی میں بھی کشائش پیدا کردے۔ (والسلام)

(معذور کے احکام' حدیث و قرآن' زکوۃ)

س.... میں بیمار ہوں کبھی پانچ منٹ اور کبھی تین چار منٹ کے بعد ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ تقاضہ دبا کر بمشکل نماز پڑھتا ہوں' پھر بے وضو رہتا ہوں۔ تلاوت اس لئے نہیں کرسکتا کہ وضو ٹھہرتا نہیں ہے' وضو کیا' تھوڑا بیٹھا اور وضو ٹوٹ گیا۔ کیا ایسی حالت میں قرآن شریف کو ہاتھ لگا سکتا ہوں؟

ج..... اگر آپ کا وضو نہیں ٹھہرتا تو آپ معذور ہیں۔ وضو کرکے جب تک نماز کا وقت ہے' ہر قسم کی نماز پڑھ سکتے ہیں' قرآن مجید کی تلاوت بھی کرسکتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۵۰ — ۱۱ تا ۱۷ محرم الحرام ۱۴۱۹ھ بمطابق ۸ تا ۱۴ مئی ۱۹۹۸ء — قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- ادار یہ ۴
- قادیانی مقام محمود..................(مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- ہیومن رائٹس سوسائٹی آف پاکستان کا نیا شوشہ (پروفیسر ایم اے تاجی) ۱۲
- ختم نبوت کے موتی..................(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) ۱۴
- قتال فی سبیل اللہ سے پہلے ایمان بنانا ضروری؟ (ڈاکٹر حاجی ولی محمد) ۱۸
- انصاف پسند اسلامی میڈیا وقت کی اہم ضرورت (سید واضح رشید ندوی) ۲۲
- اخبار ختم نبوت.............................. ۲۵

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد — فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
(فون) ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان (فون) ۵۱۴۱۲۲ - ۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE 171-737-8199.

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر رسالہ خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

افغانستان میں عیسائیوں کی ارتدادی سرگرمیاں

طالبان حکومت کی طرف سے یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ عیسائی تنظیمیں امداد اور تعاون کی آڑ میں افغانستان میں عیسائیت کی تبلیغ کررہی ہیں۔ اس سے قبل ہم ان سطور کے ذریعہ واضح کرچکے ہیں کہ عیسائی مشنریاں عرب ممالک میں باوجود پابندی عائد ہونے کے سرگرم عمل ہیں ایک اطلاع کے مطابق بوسنیا میں ۵۰ ہزار عیسائی مشنریاں کام کررہی ہیں جو شفاخانوں اور امداد کے ذریعہ عیسائیت کے فروغ کے لئے برسرپیکار ہیں۔ بعض ممالک میں قادیانی بھی عیسائی مشنریوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کرکے مسلمانوں کی دینی غیرت کو للکار رہے ہیں۔ اس ساری تشویشناک صورتحال سے نمٹنے کے لئے اسلامی ممالک کو کوئی ٹھوس لائحہ عمل اختیار کرنا انتہائی ناگزیر ہے تاکہ قادیانیت اور عیسائیت کی مشترکہ خلاف اسلام سرگرمیوں کا موثر سدباب ہوسکے۔ حکومت پاکستان کو بھی عیسائیت اور قادیانیت کے فروغ کے خلاف بروقت اور موثر اقدامات کرکے اسلامی وفلاحی مملکت کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہئے۔

قادیانیوں کی شرارتوں کا بروقت سدباب' وقت کی اہم ضرورت

قادیانیت ملت اسلامیہ کے لئے ایک رستا ہوا ناسور ہے' جو اسلام اور ملک وملت کے لئے انتہائی مہلک ہے اگرچہ حکومت پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانی اپنے عقائد و نظریات کی وجہ سے غیرمسلم قرار دیئے جاچکے ہیں اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کے ذریعے قادیانی شعائر اسلام استعمال نہیں کرسکتے لیکن اس کے باوجود قادیانی انتہائی ڈھٹائی سے اسلام اور آئین پاکستان کا کھلم کھلا مذاق اڑاتے ہوئے اپنی ارتدادی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے محدود وسائل کے باوجود ان دین دشمن' ملک دشمن عناصر کے تعاقب میں شب و روز مصروف ہے اور ان کی خلاف اسلام سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھتی ہے لیکن اس کے باوجود حکومت پاکستان کی ڈھیل کی وجہ سے قادیانی ملک عزیز کے اندر اپنی ارتدادی سرگرمیوں میں مصروف ہیں' خاص کر اندرون سندھ غریب اور سادہ لوح مسلمانوں کے ایمانوں پر شب خون مارنے میں بہت تیزی سے شرارتیں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہم حکومت پاکستان سے پرزور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کی گھناؤنی شرارتوں کا موثر اور بروقت سدباب کرے اور آئین پاکستان کے مطابق اس دین دشمن اور پاکستان دشمن سازشی ٹولہ کو لگام دے۔

افغانستان میں قیام امن کے لئے مذاکرات

گزشتہ دنوں پاکستان اور امریکہ کی مشترکہ کوششوں سے طالبان حکومت اور شمالی اتحاد کے درمیان مذاکرات کا آغاز ہوا جس میں مطالبہ کیا گیا

کہ مذاکرات جاری رہنے تک آپس میں جنگ بند رکھی جائے گی اور کوشش کی جائے کہ جنگ بند کرنے کے وقفہ میں ہی فریقین کسی نتیجے پر پہنچ جائیں اور افغانستان میں جاری آپس کی جنگ ختم ہوجائے۔ اس موقع پر طالبان تحریک کے رہنما ملا عمر نے اس بات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ علماء کرام اس سلسلے میں بہترین لائحہ عمل طے کرسکتے ہیں اور افغانستان کے مسلمان کسی صورت میں اسلام کے علاوہ کسی اور نظام کا تصور نہیں کرسکتے۔

طالبان افغانستان کے وہ مجاہدین ہیں جن کا تعلق علمائے کرام سے ہے' ان میں زیادہ تعداد میں طلباء و علماء ہیں۔ تحریک کی ترقی میں افغانستان کے علمائے کرام' طلباء اور عوام کا بہت مؤثر کردار ہے۔ جس وقت تحریک طالبان کی بنیاد پڑی اس وقت گلبدین حکمت یار' مولانا محمد یونس خالص' مولانا محمد نبی مجددی' پروفیسر عبدالرسول سیاف' پروفیسر صبغت اللہ مجددی' قاضی محمد امین وغیرہ کی جماعتوں کا وجود عملی طور پر ناپید ہوچکا تھا جبکہ پروفیسر برہان الدین ربانی جمہوریہ افغانستان کا صدر ہونے کے باوجود اپنے لشکر سے محروم ہوچکے تھے۔ احمد شاہ مسعود نے زبان اور تعصب کی بنیاد پر اپنی قوم کو اپنے اردگرد جمع کرلیا ہے جبکہ باقی جماعتیں کیمونسٹ' ملحد اور لادین عناصر پر مشتمل ہیں۔ جب ان لادین جماعتوں نے دیکھا کہ طالبان کی حکومت ان سب کو ہضم کرجائے گی تو انہوں نے آپس کے انتہائی سخت اختلافات کو پس پشت ڈال کر طالبان کی مخالفت میں شمالی اتحاد کے نام سے ایک اتحاد بنالیا اور طالبان کے خلاف متحد ہو کر صف آرا ہوگئے۔ احمد شاہ مسعود اور برہان الدین ربانی جنہوں نے بقول ان کے کیونسٹوں اور روسی آلہ کاروں کے خلاف جہاد کیا تھا وہ ان کیونسٹوں ملحدوں اور روسی آلہ کاروں کے ساتھ دوبارہ مل گئے' اور طالبان جنہوں نے افغانستان کے ۹۰ فیصد حصہ پر نفاذ شریعت کا عمل مکمل کرکے افغانستاں کو ایک اسلامی ریاست بنادیا ہے' ان کے خلاف طبل جنگ بجادیا' اور کوشش کررہے ہیں کہ کسی طرح افغانستان کے اسلامی تشخص کو ختم کردیا جائے۔ طالبان حکومت نے پہلے بھی ہی عندیہ دیا تھا کہ وہ مذاکرات کے لئے تیار ہیں' لیکن یہ مذاکرات دوسرے معاملات پر ہونگے' اسلامی نظام پر کوئی سمجھوتہ نہیں ہوگا' جو لوگ اسلامی نظام چاہتے ہیں وہ طالبان کے ساتھ مل جائیں۔ اس سے قبل طالبان نے احمد شاہ مسعود اور دیگر گروپوں کے ساتھ کئی دفعہ معاہدے کئے' لیکن احمد شاہ مسعود' جنرل عبدالمالک اور عبدالرشید دوستم نے ہر دفعہ معاہدوں کی خلاف ورزی کی۔ طالبان کے امیر ملا محمد عمر نے واضح کردیا ہے کہ طالبان تحریک ایک حقیقت ہے' مذاکرات آئندہ اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہونگے' اب شمالی اتحاد کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ افغانستان کے عوام کی آرزوؤں اور امنگوں کے عین مطابق پہلے مرحلہ پر خانہ جنگی بند کریں' کیونکہ خانہ جنگی سے صرف افغانستان کے رہنے والے مسلمانوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ طالبان تحریک نے یہ واضح کردیا ہے کہ وہ اسلامی نظام پر کسی سودے بازی کے لئے تیار نہیں' اقتدار ان کا مقصد نہیں' اس لئے جن علاقوں پر وہ قبضہ کرتے ہیں سب سے پہلے وہاں نفاذ شریعت کا عمل مکمل کرتے ہیں۔ اس لئے ہماری شمالی اتحاد کے زعما سے اپیل ہے کہ وہ خدارا ہٹ دھرمی اور ضد کو چھوڑ کر اس حقیقت کو تسلیم کریں کہ افغانستان کا مستقبل اسلامی نظام کے نفاذ سے وابستہ ہے۔ تمام مقتدر قوتوں نے طالبان حکومت کو تسلیم کرلیا ہے۔ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک اسلامی شریعت کے نفاذ کی وجہ سے طالبان حکومت کے مخالف ہوگئے ہیں اور ان کے پاس صرف آپ کی لڑائی کا بہانہ ہے' افغانستان کو اسلامی ریاست بنانے کی راہ میں صرف آپ ہی رکاوٹ ہیں۔ اگر آپ کا قیامت کے دن پر ایمان ہے تو آپ کو جان لینا چاہئے کہ اس دن نجات پانے کے لئے آپ کے پاس ایک ہی راستہ ہے کہ آپ طالبان کے حق میں دستبردار ہوجائیں اور اپنے علاقے طالبان کے حوالے کردیں' ورنہ کچھ عرصہ بعد انشاء اللہ یہ ہونا ہی ہے۔ افغانستان کا مستقبل انشاء اللہ طالبان سے وابستہ ہے۔ افغانستان کی تقسیم کا خواب انشاء اللہ شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔ افغانستان کے مسلمان انشاء اللہ اسلام کے علاوہ کوئی اور نظام ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ چار سالہ دور اقتدار میں آپ نے یہ ثابت کردیا ہے کہ آپ حکومت کرنے کے اہل نہیں۔ احمد شاہ مسعود کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ملک تباہی کے دہانے پر پہنچ گیا ہے۔ کابل و اطراف کا علاقہ بالکل تباہ ہوگیا ہے۔ ہزاروں مسلمان شہید ہوچکے ہیں۔ مسلمانوں کی آپس کی لڑائی سے پوری افغان قوم بدنام ہورہی ہے۔ اب آپ کے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے کہ طالبان حکومت کو تسلیم کرکے اس کے ساتھ مل کر نفاذ شریعت کے عمل کو مکمل کریں اور افغانستان کی تعمیر اور ترقی میں حصہ لیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

قادیانیت............ تحریف قرآن

قادیانی مقام محمود

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات خصائص میں سے مقام محمود ایک عظیم الشان عطیہ ربانی ہے، جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے ذیل کی آیت میں آپ سے فرمایا:

ومن الیل فتھجد بہ نافلۃ لک عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما" محمودا" (بنی اسرائیل آیت ۷۹)

ترجمہ: "اور تھوڑی سی رات کو تہجد پڑھا کر ساتھ قرآن کے، بڑھتی (اضافہ) ہے واسطے تیرے شتاب ہے کہ بھیجے تجھ کو پروردگار تیرا مقام محمود میں۔" (شاہ رفیع الدین صاحبؒ)

شاہ عبدالقادر محدث دہلوی موضح القرآن میں فرماتے ہیں "یعنی نیند سے جاگ کر (تہجد میں) قرآن پڑھا کر، یہ حکم سب سے زیادہ تجھ پر کیا ہے کہ تجھ کو مرتبہ (سب سے) بڑا دینا ہے۔" مقام محمود کی تفسیر متواتر احادیث میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ اس سے مراد شفاعت کبریٰ کا وہ مقام ہے جو قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں سے صرف آپ کو عطا ہوگا، اور اس میں رونق افروز ہوکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ یہ مرتبہ اولین و آخرین کے لئے لائق صد رشک ہوگا، سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و ستائش میں رطب اللسان ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محمدیت و محمودیت علی رؤس الاشہاد عالم آشکارا ہوجائے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر منصب و مقام اور ہر خصوصیت و کمال پر ہاتھ صاف کرنے کا شوق تھا اس لئے موصوف نے آیت بالا میں لفظی و معنوی تحریف کرکے بذریعہ الہام اسے بھی اپنی ذات پر چسپاں کرلیا۔ حقیقۃ الوحی کے ۱۰۲ پر لکھتے ہیں **اراد اللہ ان یبعثک مقاما" محمودا"** "خدا نے ارادہ کیا ہے جو تجھے وہ مقام بخشے جس میں تو تعریف کیا جائے۔"

مرزا صاحب کی الہامی تحریف کا کرشمہ دیکھئے کہ قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں یہ مقام اولین و آخرین میں سے صرف حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص کیا گیا تھا مگر...... مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک طرف ہٹاکر خود اس پر زبردستی قابض ہوگئے۔ لطف یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ فرمایا گیا تھا کہ تہجد کی پابندی کیجئے اس کے انعام میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منصب عطا ہوگا، مگر مرزا جی پر خدا کی ایسی مہربانی ہوئی کہ ان کو بلا کسی شرط اور پابندی کے یہ "مقام محمود" مفت میں ہبہ کردیا گیا، فرمایئے کس کا مرتبہ اونچا رہا؟ (نعوذباللہ) اس پر طرہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ انعامی وعدہ لفظ "عسیٰ" کے ساتھ کیا گیا، جو توقع کے لئے آتا ہے (اور شاہی محاورات میں پختہ وعدہ کا مفہوم دیتا ہے) مگر مرزا صاحب صرف "عسیٰ" اور "لعل" پر قانع نہیں رہے، بلکہ اس سے آگے بڑھ کر صاف صاف اراداللہ (خدا نے ارادہ کیا ہے) کی سند لے آئے، یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو اس مقام کا حصول متوقع ہے، مگر مرزا جی کے لئے صرف توقع نہیں بلکہ کھلے لفظوں میں ارادہ خداوندی کا دو ٹوک فیصلہ سنایا جاچکا ہے۔ ان دونوں مرتبوں میں جو واضح فرق ہے وہ اہل علم سے مخفی نہیں، قادیانی دین میں چونکہ مرزا صاحب کا مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فائق ہے اس لئے مرزا صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی خصوصیت کو اپنی جانب منسوب کرتے ہیں تو اس میں کچھ اضافے بھی فرمالیتے ہیں تاکہ ان کی بلندی و برتری نمایاں ہوسکے۔ (استغفراللہ)

رہا یہ سوال کہ مرزا صاحب کے "مقام محمود" سے کیا مراد ہے؟ سو اس کی تفصیل بڑی دلچسپ اور عبرت آموز ہے۔ مختصر یہ کہ مرزا صاحب کے قریبی اعزہ میں ایک صاحب مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تھے، ان کی بڑی صاحبزادی محترمہ محمدی بیگم سے مرزا صاحب کو تعلق خاطر تو نہ جانے کب سے پیدا ہوا، تاہم ان کی تحریروں سے واضح ہوتا ہے کہ ابھی وہ آٹھ نو برس کی معصوم بچی تھی کہ مرزا صاحب کی نظر عنایت اس کی جانب مبذول ہوچکی تھی، اور انہوں نے بذریعہ الہامات اس مقصد کے لئے اشارے کنائے شروع کردیئے تھے لکھتے ہیں "کئی سال ہوئے ہم نے اسی کے متعلق مجملاً" ایک پیش گوئی کی تھی...... وہ پیش گوئی اس پیش گوئی

کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی...... پہلی پیش گوئی اس زمانے کی ہے جبکہ وہ لڑکی ہنوز نابالغ تھی...... یعنی اس زمانے میں جب کہ اس کی لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی۔" (تبلیغ رسالت ص ۱۱۸' ج ۱)

مگر ان الہامات میں اصل مدعا محذوف معنوی تھا اور مرزا صاحب کے مافی الضمیر کی خبر ان کے سوا کسی کو نہیں تھی' گویا "معنی شعر دربطن شاعر" کا مضمون تھا' مرزا صاحب دل کا مدعا زبان پر لانا چاہتے تھے مگر اس کے لئے کسی مناسب موقعہ کی تلاش میں تھے' حسن اتفاق سے لڑکی کے والد مرزا احمد بیگ صاحب کو ایک ہبہ نامہ پر دستخط کرانے کے لئے مرزا صاحب سے ملتجی ہونا پڑا' مرزا صاحب کے لئے اس سے بہتر اور موزوں موقعہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ شاہین ان کے پنجرے میں آچکا تھا' اور مقصود خود چل کر ان کے دروازے پر محتاجانہ حاضر تھا' مرزا صاحب نے غالباً" محسوس کیا کہ دو بدو "کچھ دو اور کچھ لو" کی سودے بازی بڑی گھٹیا قسم کی وقاحت ہے اس کا اثر غلط پڑے گا' اس لئے اس زریں موقعہ پر صاف صاف اظہار مدعا کی تو انہیں جرات نہ ہو سکی' سردست اسی کو غنیمت سمجھا کہ ان سے استمالت و مدارات برتی جائے' چنانچہ ان کو یہی جواب دیا گیا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت جناب الٰہی میں استخارہ کر لینے کی ہے اس معاملہ میں بھی ہم جناب الٰہی سے استخارہ اور مشورہ طلب کر لیں گے اور انشاء اللہ استخارہ کے بعد ہم ضرور دستخط کر دیں گے' بہرحال ہماری جانب سے آپ کی مدد میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں ہوگی اور آپ کے اخلاق کریمانہ سے امید ہے کہ اگر باشارہ الٰہی کبھی آپ کی نصرت کی ضرورت پیش آئے تو آپ بھی دریغ نہیں کریں گے' مرزا احمد بیگ مرزا صاحب کے وعدوں کی حقیقت سے آشنا تھے' انہیں یقین نہ آیا اور انہوں نے کہا کہ میری طرف سے وعدہ خلافی نہ ہوگی' آپ بھی وعدہ کا خلاف نہ کریں (یہ باہمی معاہدہ مرزا صاحب نے "آئینہ کمالات اسلام" صفحہ ۵۷۲ میں خط کشیدہ الفاظ میں درج کیا ہے اس کی تشریح ہم نے "اجتہاد" سے کی ہے۔ تاہم اس معاہدہ کی تشریح قادیانی امت اس سے بہتر کردے تو ہم مرزا صاحب کی طرح اپنے "غلط اجتہاد" پر بے جا اصرار نہیں کریں گے' بلکہ غلطی معلوم ہونے پر فوراً" رجوع کر لیں گے)

اس اجمالی وعدہ معاہدہ کے بعد مرزا احمد بیگ خالی ہاتھ اپنے گھر لوٹے تو مرزا صاحب نے بلاتوقف ان کے پیچھے ایک خط بھیج دیا (یہاں مرزا صاحب کے بیانات میں کچھ گنجلک ہے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں لکھا ہے کہ "مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استخارہ کیا گیا۔" (تبلیغ رسالت ص ۱۱۶' ج ۱) اور آئینہ کمالات میں لکھا ہے کہ "وہ چلا گیا اور میں نے اپنے حجرے کا قصد کیا...... خدا کی قسم مجھے اس سے زیادہ انتظار نہ کرنا پڑا جتنا جوتے کے تسمہ باندھنے یا پالان کے کسنے میں صرف ہوتا ہے کہ خدا نے مجھ پر وحی فرمائی الخ...." کہ استخارے میں الہام ربانی یوں ہوا کہ ہبہ نامہ پر ضرور دستخط کئے جائیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ اپنی دختر کلاں محمدی بیگم کا رشتہ مجھے دو۔ اور پھر خدا تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے کرشمے دیکھو' مزید برآں بہت سے وعدے و عید اور بھی فرمائے۔

خط کا متن حسب ذیل تھا:

مکرمی مخدومی اخویم احمد بیگ سلمہ اللہ تعالیٰ'

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

ابھی ابھی مراقبہ سے فارغ ہی ہوا تھا تو کچھ غنودگی سی ہوئی اور خدا کی طرف سے یہ حکم ہوا کہ احمد بیگ کو مطلع انعام و اکرام بارش کی طرح اس پر نازل ہوں گے اور تنگی اور سختی اس سے دور کر دی جائے گی۔ اور اگر انحراف کیا تو مورد عتاب ہوگا' اور ہمارے قہر سے بچ نہ سکے گا۔

اور میں نے اس کا حکم پہنچادیا تاکہ اس کے رحم و کرم سے حصہ پاؤں اور اس کی بے بہا نعمتوں کے خزانے تم پر کھولے جائیں گے' اور میں اپنی طرف سے تو صرف یہی عرض کرتا ہوں کہ میں آپ کا ہمیشہ ادب و لحاظ ہی ملحوظ رکھتا ہوں اور آپ کو ایک دیندار اور ایماندار بزرگ تصور کرتا ہوں' اور آپ کے حکم کو اپنے لئے فخر سمجھتا ہوں' اور ہبہ نامہ پر جب لکھو حاضر ہو کر دستخط کر جاؤں اور اس کے علاوہ میری املاک خدا کی اور آپ کی ہے' عزیز محمد بیگ کے لئے پولیس میں بھرتی کرنے اور عہدہ دلانے کی خاص کوشش و سفارش کر لی ہے تاکہ وہ کام پر لگ جاوے اور اس کا رشتہ میں نے ایک بہت امیر آدمی (کے یہاں) جو میرے عقید تمندوں میں ہے تقریباً" کردیا ہے' اور اللہ کا فضل آپ کے شامل حال ہو۔

فقط خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

لدھیانہ' اقبال گنج' مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء

(قادیانی مذہب' فصل نمبر ۶ ص ۷۶' ۳' بحوالہ نوشتہ غیب' مؤلفہ ایم ایس خالد صاحب وزیر آبادی) مرزا صاحب کا یہ خط اخبار "نور افشاں" ۱۰ مئی ۱۸۸۸ء میں چھپا تھا اور مرزا صاحب نے اسے تسلیم کرتے ہوئے اعتراف کیا ہے کہ یہ خط محض ربانی اشارے سے لکھا گیا ہے۔ (تبلیغ رسالت ص ۱۱۵' ج ۱)

کسی شخص سے اس کی لڑکی کے رشتہ کی درخواست کوئی انہونی بات نہیں جس کا برا منایا جائے' مگر مرزا صاحب اول تو مجمع الامراض تھے' سن مبارک بھی پچاس سے متجاوز تھا' اس پر طرہ یہ کہ وہ الہام' وحی' مسیحیت اور نبوت کے دعوؤں میں مسیلمہ کذاب سے بھی گویا' سبقت لے گئے تھے' اور بقول مرزا شیر علی صاحب "مراق سے خدائی تک پہنچے ہوئے تھے۔" ان سب امور سے قطع نظر مرزا صاحب نے رشتہ طلبی کی یہ بحث سیاق سباق میں اٹھائی اور اس کے عوض معاوضہ میں وعدہ وعید کا جو سبز باغ

دکھایا یہ بے ڈھنگا پن نہ صرف مشرقی روایات کے منافی تھا بلکہ انسانی تہذیب و شائستگی سے بھی بڑا حل بعید تھا' لڑکیاں سبھی کے گھروں میں ہوتی ہیں اور وہ ماں باپ کے گھر میں "مقدس امانت" تصور کی جاتی ہیں' ان کے معاوضہ کی تحریص و ترغیب انسانی شرافت پر بھرپور طنز ہے۔ مرزا صاحب نے اس غیر شائستہ درخواست پر جو کئی سال سے ان کے دل کا کانٹا بنی ہوئی تھی' مزید ستم یہ کیا کہ اسے "خدائی حکم نامہ" قرار دیا' ظاہر ہے کہ جو لوگ مرزا صاحب کی مسیحیت و نبوت کے دام گرفتہ نہیں تھے ان کے نزدیک یہ "حکم نامہ" خدا کی جانب سے نہیں' بلکہ مرزا صاحب کے نفسیاتی خیالات کے ہیجان کا شاخسانہ ہی ہو سکتا تھا۔ ان کے خیال میں ایک معمولی بات کو "خدائی حکم نامہ" کے رنگ میں پیش کرنا خدا تعالیٰ کے مقدس حکم کی توہین و تذلیل کے مترادف تھا۔

مرزا صاحب نے اگرچہ بڑی احتیاط برتی تھی مگر وجوہ مذکورہ کی بنا پر ان کی یہ درخواست' جو اظہار مدعا کی پہلی کوشش تھی' بے حد نفرت و بیزاری کا موجب بن گئی' اور مرزا صاحب سے حسن ظن کا کوئی شائبہ اگر کسی کے دل میں تھا تو وہ بھی دھل گیا۔ چنانچہ مرزا صاحب کا یہ "حکم نامہ الٰہی" انہوں نے نہ صرف یہ کہہ کر رد کردیا' بلکہ مرزا صاحب کی "پیغمبرانہ ذہنیت" کو طشت ازبام کرنے کے لئے مخالفین کے اخبار میں شائع کردیا۔ مرزا صاحب کے لئے موقع شناسی کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اس رشتہ کے سودائے خام سے آس توڑ لیتے اور کسی حکیم کے اس قول پر عمل کرتے:

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کایں جاہمیشہ باد بدست است دام را

اگر وہ اس موقعہ پر چپ سادھ لیتے تو چند شوروغا کے بعد یہ قصہ لوگوں کو بھول بھلا جاتا' اور بات آگے نہ بڑھتی۔

مگر مرزا صاحب حدیث نبوی **حبک الشئی یعمی ویصم** (کس چیز کی محبت تجھے اندھا بہرا کردیتی ہے) کا مظہر بن چکے تھے' یوں بھی وہ مجبور تھے کہ معاملہ دل کا تھا' اور دل پر (سوائے مقلب القلوب کے) کسی کا زور نہیں' بہرحال مرزا صاحب کا دل' دماغ پر غالب آیا' اور انہوں نے اس سلسلہ میں اشتہار دینے شروع کئے' جن میں ان کے لب و لہجہ میں تندی و تیزی' ان کے موقف میں شدت و تعلی اور ان کے مرض الہام سازی میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا۔ انہوں نے اب زیادہ صراحت کے ساتھ اشتہارات میں یہ اعلان شروع کیا کہ:

"خدائے قادر و حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص (احمد بیگ ہوشیارپوری) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کرو اور ان کو کہہ دو کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط کے ساتھ کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پائیں گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں درج ہیں۔ (مرزا صاحب ۲۰ فروری کے اشتہار میں محمدی بیگم کے حصول کی پیش گوئی اشاروں کناؤں میں کرچکے تھے۔ اس پر آئندہ سطور میں تبصرہ ہوگا۔) لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا۔ اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا۔ اور ان کے گھر میں تفرقہ اور تنگی اور مصیبت پڑے گی' اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کئی کراہت اور غم کے امر پیش آئیں گے' پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی ("بار بار توجہ کی گئی" کا لفظ بتاتا ہے کہ مرزا صاحب کو خدا کی جانب سے محمدی بیگم کے سلسلہ میں قطعاً" کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا' یہ محض آنجناب کے سوداوی خیالات تھے جو "الہام" کی شکل میں ڈھل جاتے تھے' اور مرزا صاحب اپنی خوش فہمی سے انہیں "خدا کی وحی" سمجھ لیتے تھے' یوں بھی عشق اور جنون کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ورنہ خدا کے نبی اتنے غبی نہیں ہوتے کہ خدا کے قطعی حکم کے بعد بھی انہیں "بار بار توجہ" کی ضرورت پیش آئے اور اس کے بعد بھی مدعا ہاتھ نہ آئے) تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے یہ مقرر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ (احمد بیگ) کی دختر کلاں (محمدی بیگم) کو' جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی' ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا' اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلائے گا چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے **کذبو ابایاتنا و کانوا بھا یستھزئون فسیکفیکھم اللہ' ویردھا الیک' لاتبدیل لکلمات اللہ' ان ربک فعال لما یرید' انت معی وانا معک' عسی ان یبعثک ربک مقاما" محمودا"** (یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پہلے سے ہنسی کررہے تھے' سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں' تمہارا مددگار ہوگا' اور انجام کار اس کی لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا' کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے' تیرا رب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہوجاتا ہے' تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں) اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا' جس میں تیری تعریف کی جائے گی' یعنی گو اول میں احمق اور ناداں لوگ (آگے چل کر واضح ہوگا کہ مراد اس سے مرزائی امت ہے) بدباطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں' لیکن آخر خدا تعالیٰ کی مدد دیکھ کر شرمندہ ہوں گے' اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔"

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۱۶)

ان مختصر اقتباسات سے واضح ہوا کہ مرزا صاحب کا "مقام محمود" محترمہ محمدی بیگم سے عقد ہونا تھا' اس "مقام محمود" کو حاصل کرنے

کے لئے انہوں نے ہزار جتن کئے' ترغیب و ترہیب کے سارے حربے استعمال کئے' سفارشیں کرائیں' منتیں اور خوشامدیں کیں' جائیداد کا لالچ دیا' نوکری دلانے کے وعدے کئے' قسمیں کھائیں' ہاتھ جوڑے' ناک رگڑی' لجاجتیں کیں' اپنا گھر اجاڑا' بیوی کو طلاق دی' بیٹوں کو عاق کیا' بہو کو طلاق دلائی الغرض جو کچھ کیا اس کی تفصیل کے لئے ایک دفتر بھی ناکافی ہے کہ۔

حسن ایں قصہ عشق اس در دفتر نے گنجد

مرزا صاحب نے اس کے لئے وہ طوفان برپا کیا کہ پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جاتے' مگر افسوس کہ ان کو یہ "مقام محمود" مدۃ العمر نصیب نہ ہوا' ان کے پچیس سالہ داؤ پیچ' جوڑ توڑ' وعدے وعید' شیخی و تعلی' تحدی آمیز دعوے اور پے درپے الہامات سب پادر ہوا ثابت ہوئے' بالاخر اس رشتہ کی حسرت وصل ان کے ساتھ قبر میں دفن ہوئی' اور یہ "ہما" ان کے دام عقد میں تو کیا آتی' کبھی ان کے کنگرہ منارۃ المسیح پر بھی سایہ فگن نہ ہوئی۔ آہ!۔

ھنیا لارباب النعیم نعیمہم

وللعاشق المحروم ما یتجرع

(ارباب نعمت کو نعمت مبارک ہو' بدنصیب عاشق کی قسمت میں غم و غصہ کے سوا کچھ نہیں۔ (شعر میں مسکین کے لفظ کو محروم سے بدلنے پر معذرت خواہ ہوں کہ مقتضائے حال یہی تھا)

علماء نے لکھا ہے کہ خرق عادت کی کئی قسمیں ہیں' اگر ایک چیز خرق عادت کے طور پر کسی سچے نبی کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو معجزہ ہے' کسی متبع سنت اولیاء اللہ کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو کرامت ہے' کسی عام مومن کے لئے ظاہر ہو تو معونت ہے' کسی فاسق یا کافر کے ہاتھ سے اس کی غرض کے موافق ظاہر ہو تو استدراج ہے' فاسق یا کافر کے لئے اس کی غرض کے خلاف ظاہر ہو تو اہانت ہے' اور کسی شعبدہ باز کے ہاتھ پر ظاہر ہو تو سحر اور شعبدہ ہے۔ (نبراس شرح شرح عقائد' مبحث کرامت' بعض حضرات سحر کو خرق عادت شمار نہیں کرتے)

مرزا صاحب کے پیشرو مسیلمہ کذاب مسیح یمامہ سے اہانت کے طور پر کئی خرق عادت واقعات ظہور پذیر ہوئے ایک عورت نے اس سے درخواست کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے پانی کنوؤں میں جوش مارتا ہے' آپ بھی ہمارے نخلستان وغیرہ کے لئے دعا کیجئے پوچھا وہ کیا کرتے ہیں؟ کہا ڈول میں کلی کرکے پانی کنوئیں میں ڈال دیا جاتا ہے۔ اس نے بھی یہی کیا تو اس کا اثر یہ ہوا جس قدر پانی کنوئیں میں پہلے سے موجود تھا وہ بھی سوکھ گیا' ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نقالی کرتے ہوئے کسی آشوب زدہ کی آنکھ میں تھوک لگایا تو وہ اندھا ہوگیا۔ ایک بار بکری کے تھن پر ہاتھ پھیرا کہ دودھ زیادہ ہوجائے گا مگر دودھ بالکل ہی خشک ہوگیا۔

ایک عورت نے شکایت کی کہ میرے بہت سے لڑکے مرچکے ہیں اب صرف دو ہی باقی رہ گئے ہیں ان کی درازیٔ عمر کی دعا کیجئے' اس نے چھوٹے لڑکے کے لئے چالیس برس عمر کی پیشن گوئی کی' عورت گھر آئی تو بڑا لڑکا کنوئیں میں گر کر مرچکا تھا' اور چھوٹا لڑکا جس کے چالیس برس عمر طے ہوئی تھی' نزع کی حالت میں تھا۔ (افادۃ الافہام ص ۱۸۹' ج۔۱)

ایک بار کسی ایک یک چشم نے درخواست کی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں دعا کیجئے میری آنکھ ٹھیک ہوجائے' اس نے ہاتھ پھیرا تو دوسری آنکھ کی بصارت بھی جاتی رہی۔ (نبراس)

اللہ تعالی کی جانب سے جھوٹے مدعیان نبوت کی اہانت و تکذیب کے واقعات جمع کرنا تو ایک مستقل مقالہ کا موضوع ہے' یہاں تو ہمیں مرزا صاحب کے "مقام محمود" سے غرض ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ ایک ایسا شخص جو بزعم خود خاندانی رئیس ہے' اپنے قریبی اعزہ میں ایک معمولی رشتہ طلب کرتا ہے' اپنی ہزاروں لاکھوں جائیداد اس نوبیاہتا دلہن کے نام منتقل کردینے کا وعدہ کرتا ہے' اسے ہر آسائش و راحت دلانے کی تسلی دلاتا ہے' کبھی لڑکی کے والدین کو دھمکیاں دیتا ہے اور کبھی لڑکی کے سسرال کو کہ اگر یہ رشتہ کیا تو مرجاؤ گے' لٹ جاؤ گے' تمہارا گھر اجڑ جائے گا' تم پر مصائب ٹوٹ پڑیں گے' تمہیں ایسی ذلت و خواری نصیب ہوگی کہ دنیا اس سے عبرت پکڑے گی۔ اس کے لئے حکم خداوندی کے حوالے بڑے اصرار و تکرار کے ساتھ دیتا ہے اس پر بار بار مؤکد بعذاب قسمیں کھاتا ہے' اسے "مقام محمود" قرار دیتا ہے' صرف اسی ایک واقعہ کو اپنے صدق و کذب کی کسوٹی بتاکر تمام دنیا کو چیلنج کرتا ہے' الغرض اس رشتہ کے لئے اپنے تمام مادی و روحانی وسائل جھونک دیتا ہے' بایں ہمہ نہ مدۃ العمر اسے وہ رشتہ میسر آتا ہے' نہ اس کی کشت تمنا بار آور ہوتی ہے' بلکہ بھری دنیا اس کے بعد حسرت و یاس دنیا سے رخصت ہونے کا تماشہ دیکھتی ہے' یقیناً" یہ ازدواجی تاریخ کا ایک منفرد اور خرق عادت حادثہ ہے' جو ایک برخود غلط مدعی نبوت کی اہانت و تذلیل کے لئے اللہ تعالی نے ظاہر فرمایا۔

میر صاحب کا لطیفہ سنا ہوگا' انہوں نے کہیں جمعہ کے وعظ میں مولوی صاحب سے سن لیا تھا کہ تہجد کی نماز سے چہرے پر نور آتا ہے۔ میر صاحب نے اس نسخہ کی آزمائش کا فوراً" عزم کرلیا' موسم سرد تھا' رات میں وضو کرنا مشکل نظر آیا تو رخصت تیمم پر عمل کیا' اور سیدھے توے پر دو ہاتھ مارکر مشغول تہجد ہوگئے' صبح ہوتے ہی بیگم صاحبہ سے فرماتے ہیں کہ رات ہم نے تہجد پڑھی تھی' ذرا دیکھو! آج ہمارے چہرہ انور پر کتنا نور ہے؟ نور اور نورانی چہرے کا تجربہ بیگم صاحبہ کے لئے بالکل نیا تھا' وہ اس کے رنگ و روپ کی تشخیص سے قاصر تھیں اس لئے جواب دیا کہ اگر نور کالے رنگ کا ہوتا ہے تو پھر ماشاء اللہ نور گھٹائیں باندھے آرہا ہے۔

اگر قادیانی اصطلاح میں "مقام محمود" بھی اسی "کالے رنگ" کا ہوتا ہے کہ مرزا صاحب

خدا کے الہام سے پیش گوئی فرمایا کریں' اور خدا تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے پیش گوئی پورا ہونے کا ہر راستہ بطور خرق عادت بند کردیا کریں' تو قادیانی امت کو مبارک ہو کہ ان کے نبی کی اہانت کے لئے اس قسم کی خرق عادت کا تماشہ اللہ تعالیٰ نے بار بار دنیا کو دکھایا۔ مثلاً:

الف ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پہلی پیش گوئی میں مرزا صاحب نے بڑے طمطراق سے تحدی آمیز دعویٰ کیا تھا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ایک "مصلح موعود" لڑکے کی بشارت دی ہے' اور اس کی الہامی صفات میں ڈیڑھ صفحہ سیاہ کیا۔ (مجموعہ اشتہارات ج اول ص ۱۰۰' تبلیغ رسالت ص ۵۹'۶۰ جلد اول)

مگر خدا تعالیٰ کی قدرت کا یہ تماشا سبھی نے دیکھا کہ مرزا صاحب نے اسے اپنے جس لڑکے پر چسپاں کیا وہ چلتا بنا' پہلے بشیر اول پر لگایا تو وہ رخصت ہوا' پھر تیرہ سال بعد مبارک احمد پر لگایا تو اس نے زندگی سے ہاتھ دھولئے' بالآخر مرزا صاحب اس روح اللہ اور کلمتہ اللہ کی رات تکتے تکتے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اور مصلح موعود سے متعلقہ لاف و گزاف ان کی جگ ہنسائی کا ابدی ذخیرہ بن کر رہ گیا۔

ب : مرزا صاحب' عبداللہ آتھم عیسائی سے پندرہ دن تک مناظرہ کرتے رہے' اور جب دیکھا کہ اس شاطر پادری سے مقابلہ کی طاقت یا بدولت میں نہیں تو وہی "الہامی پیش گوئی" والا حربہ آزمایا اور اعلان کردیا:

"آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر...... تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عملاً" جھوٹ کو اختیار کررہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنارہا ہے وہ انہیں دنوں مباحثے کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لیکر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ (دوزخ) میں گرایا جائے گا' اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی' بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کو اس سے عزت ہوگی اور اس وقت جب پیش گوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سوجاکھے کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے...... میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی' یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بہ سزائے موت ہاویہ (دوزخ) میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں' مجھ کو ذلیل کیا جائے اور روسیاہ کیا جائے' میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے' مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں' اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا' ضرور کرے گا' ضرور کرے گا' زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔" (جنگ مقدس تصنیف مرزا صاحب)

مگر انجام کیا نکلا؟ اس مقررہ مدت کے اندر نہ آتھم نے رجوع الی الحق کیا' نہ امر' اور ایک باطل پرست پادری کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی خرق عادت اہانت کا کرشمہ دکھا کر انہیں ان تمام القاب و خطابات کا مستحق قرار دیا جو خود ان کے قلم سے نکل کر رہتی دنیا تک ان کی "نیک نامی" پر عادلانہ شہادت دیتے رہیں گے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کا اپنے دعوائے الہام میں مفتری اور کذاب ہونا صفحات عالم پر ہمیشہ کے لئے رقم کردیا' غالباً" کسی جھوٹے کی ایسی اہانت و تذلیل کبھی نہ ہوئی ہوگی' اور تاریخ عالم میں اس کی کوئی مثال نہیں ملے گی۔

ج : مرزا صاحب نے اپنے حواری مولوی عبدالکریم کی صحت کی الہامی بشارت سنائی' (الحکم ۱۰ ستمبر ۱۹۰۵ء) مگر وہ گردن کے پھوڑے اور ذات الجنب (مولوی عبدالکریم کا انتقال طاعونی پھوڑے سے ہوا اور ایسا دردناک کہ مرزا صاحب ان کے پاس بھی نہ پھٹکے' مگر قادیانی امت طاعون کے لفظ سے بہت گھبراتی ہے اس لئے ان کے مرض کو کاربنل' گلے کے نیچے پھنسی اور ذات الجنب کے الفاظ سے تعبیر کیا کرتی ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے قادیانی مذہب فصل پندرھویں نمبر ۲۴) سے چند دن بعد انتقال کرگئے' یہ خرق عادت اہانت اس کے مشابہ ہے کہ مسیلمہ کذاب نے عورت کے لڑکے کی عمر چالیس برس بتائی' وہ گھر لوٹی تو نزع کا عالم تھا۔

د : آخری عمر میں مرزا صاحب نے الہامی خوشخبری دی تھی کہ انہیں ایک پاک لڑکا دیا جائے گا جس کا نام یحییٰ ہوگا اور وہ غلام حلیم' مبارک احمد کی شبیہ ہوگا۔ (البشریٰ ص ۱۳۶) مگر اللہ تعالیٰ نے ان کی اہانت کے لئے انہیں بے مراد دنیا سے رخصت کیا۔

ہ : مرزا صاحب نے اپنے مرید میاں منظور محمد کی اہلیہ کے بطن سے بشیرالدولہ اور عالم کباب نامی لڑکے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ (البشریٰ ص ۱۱۶) مگر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کے لئے اس خاتون ہی کو دنیا سے اٹھالیا' کہ نہ وہ خاتون ہو' نہ عالم کباب آئے۔

ز : مرزا صاحب نے اپنے برگشتہ مرید ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کے مقابلہ میں اسے فرشتوں کی تلواریں دکھائیں اور خود اس کے مرنے کی پیش گوئی کی' مگر اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کے لئے ڈاکٹر صاحب کو زندہ رکھا اور مرزا صاحب کو دارالجزا میں طلب کرلیا۔

ح : مرزا صاحب نے مولانا ثناء اللہ مرحوم کے مقابلہ میں دو طرفہ بددعا کی کہ جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں طاعون اور ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے مرے' اور لکھا کہ:

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے

مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے' جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے' اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے (اس میں شک ہی کیا ہے' پھر خدائے علیم و خبیر اور بصیر و قدیر کو) تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کردے۔ آمین (خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی یہ دعا بہت قریب سے سنی فالحمدللہ) مگر اے میرے کامل اور صادق خدا' اگر مولوی ثناء اللہ تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے (جی نہیں! بلکہ آپ کا یہ فقرہ خود مولانا ثناء اللہ صاحب (احسن اللہ ثناہ) پر غلط اتہام ہے' مولانا مرحوم نے ایک بات بھی آپ کی جانب ایسی منسوب نہیں کی جو خود آپ کے قلم سے نہ نکلی ہو۔ مخلوق کے سامنے تو خیر جھوٹ سب کچھ چل جاتا ہے' مگر خدا کے سامنے تو غلط بیانی کرنے سے احتراز کیا ہوتا؟

ے باخدا تزویر و حیلہ کے رواست

حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر' مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے' یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر' اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔" آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیرالفاتحین۔ آمین (اشتہار ۱۵ اپریل)

یہ مرزا صاحب کے الہامی ترکش کا آخری تیر تھا جو ٹھیک نشانے پر بیٹھا' اور جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کی اہانت کا آخری فیصلہ کردیا۔ مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ انتقال کرگئے' اور مولانا ثناء اللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ایسی "سخت آفت سے جو موت کے برابر ہو" محفوظ رکھا' بلکہ ان کی زندگی میں ایسی برکت فرمائی کہ مرزا صاحب کے قریباً" چالیس سال بعد تک بقید حیات رہ کر اپنی حسنات میں اضافہ کرتے رہے۔ اور قیام پاکستان کے عرصہ بعد واصل بحق ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے خود مرزا صاحب کی موت سے ان کے سچ جھوٹ کا آخری فیصلہ کردیا' اور فیصلہ بھی ایسا صاف اور قطعی کہ کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

الغرض اگر قادیانی اصطلاح میں "مقام محمود" اسی روسیاہی کا نام ہے کہ مرزا صاحب جو بددعا کریں وہ ان ہی پر پڑے' جو تحدی آمیز پیش گوئی کریں وہ ہمیشہ جھوٹی نکلے' عیسائیوں کے مقابلے میں شرط باندھیں تو اللہ تعالیٰ ان کے مقابلے میں مرزا صاحب کو ذلیل کرکے ان کی تکذیب کردے' کسی کی حیات کی خبردیں تو مرجائے' کسی کی صحت کا الہام فرمائیں تو جانبر نہ ہو' کسی کی ولادت کی خبر اڑائیں تو والدہ ہی رخصت ہوجائے' کسی بات کو معیار قرار دے کر اپنے صدق و کذب کا چیلنج کریں تو اس کا انجام مرزا صاحب کا کذب ہی نکلے۔ اگر مقام محمود اسی رنگ کا ہوتا ہے تو مبارک ہو کہ خدا کے فضل سے یہ مرزا صاحب کی پوری الہامی و مسیحی زندگی کا کارنامہ ہے۔ اور اگر عقلاء کی اصطلاح کے مطابق "مقام محمود" اس ذلت و رسوائی اور ناکامی و روسیاہی کا نام نہیں' جو نصیب دشمنان مرزا صاحب سے مدۃ العمر چمٹی رہی' بلکہ عزت و مرتبت کا وہ عالی مقام ہے' جو تمام بنی نوع انسان میں سے صرف ایک فرد یگانہ کے لئے مخصوص ہے جس کی ذات عالی سراپا حمد ہے' جن کا نام نامی (غلام نہیں بلکہ) محمد اور احمد ہے' جس کی امت (احمدی نہیں بلکہ) الحمدیون کے بلند پایہ لقب سے سرفراز ہے' جس کے لئے لواء الحمد (لدھیانہ' اقبال گنج میں نہیں بلکہ) روز محشر میں بلند کیا جائے گا' جس کی بدولت (قادیان کی تاریک کوٹھڑی نہیں بلکہ) جنت الفردوس بیت الحمد کہلائے گی۔ جس کی مدح و ستائش اور حمد کے ترانوں سے (چند مرزائیوں کی ٹولی نہیں) بلکہ اول سے آخر تک کی تمام انسانیت رطب اللسان ہوگی۔ اور جس کو مقام محمود پر سجدہ ریز ہونے کی حالت میں حق تعالیٰ شانہ کی حمد و تعریف کے لئے وہ الفاظ دیئے جائیں گے جن سے تمام انسانوں کے لغت ناآشنا ہیں۔ بہرحال اگر "مقام محمود" ان خوش فعلیوں' خوش فہمیوں اور خوش گپیوں کا نام نہیں جن میں مرزا صاحب ساری عمر مبتلا رہے' بلکہ وہ بلند و بالا مرتبہ ہے جس کا کوئی عام انسان تو کجا؟ انبیاء علیہم السلام بھی تصور نہیں کرسکتے تو قادیانی امت کو کان کھول کر سن لینا چاہئے کہ یہ مقام قادیان کے غلام کے لئے نہیں بلکہ کونین کے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے واسطے مخصوص ہے' یہ منصب مسیح کذاب اور مسیلمہ پنجاب کے لئے نہیں بلکہ سیدالمرسلین و خاتم النبیین کے لئے نامزد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی وامی و روحی وجسدی) مرزا صاحب نے اپنے لئے "مقام محمود" کا دعویٰ کرکے "بازی بازی' باریش بابا ہم بازی" کا جو بھونڈا مظاہرہ کیا اس پر قادیانی امت جس قدر نفرین بھیجے' کم ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی سے مرزا صاحب کی اس بیہودہ جسارت کا کرشمہ تھا کہ خدا کی غیرت جوش میں آئی اور مرزا صاحب کا مفروضہ "مقام محمود" (محمدی بیگم سے عقد) اللہ تعالیٰ نے ایک فوجی بہادر سلطان محمد کو بخش دیا اور تکوینی طور پر فرمایا کہ اس مقام پر فائز رہنا تاآنکہ یہ مفتری ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنہ جائے۔ (وقد خاب من افتریٰ)

پروفیسر ایم اے تاجی

ہیومن رائٹس سوسائٹی آف پاکستان کا نیا شوشہ

کیا یہ حقیقت نہیں کہ ہمارے پیارے پیغمبر رحمتہ للعالمین' روح کائنات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے انسان کی ذات کو قابل احترام ہونے کا تصور پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حقوق العباد گنوائے اور پھر پوری دنیا کو اپنے قول و فعل سے جتلادیا کہ ان حقوق کی پاسداری کیسے کی جاسکتی ہے؟

ہیومن رائٹس آف پاکستان نے اپنے سالانہ اجلاس کے بعد جاری کئے گئے اعلامیہ میں حکومت وقت کو بہت سے مشورے دیئے ہیں' جن میں ایک مشورہ یہ بھی ہے کہ ملک عزیز کے تعلیمی اداروں میں کسی بھی سطح پر مذہبی تعلیم نہیں ہونی چاہئے اور یہ کہ یہ معاملہ والدین اور طلباء پر چھوڑ دینا چاہئے کہ آیا وہ دینی تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ نہیں!

قارئین کرام! ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کرکے اپنے دل کو ٹٹولیں اور غور کریں کہ کیا پاکستان میں کوئی مسلمان خاندان ایسا بھی ہوسکتا ہے' جس کا سربراہ اپنی اولاد کو تعلیمی اداروں کی سطح تک دین سکھانے سے گریز کرے؟

قوم اس سے پہلے بھی ہیومن رائٹس آف پاکستان کے انوکھے' مکروہ اور اسلام دشمن مشوروں سے استفادہ کرچکی ہے اور وہ اس کے اور اس کے گروں کے مذموم ہتھکنڈوں سے بخوبی واقف ہے۔

آخر یہ ادارہ کن لوگوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے؟

ذرا تاریخ پر ایک نظر دوڑایئے' ۱۹۴۵ء میں لیگ آف نیشنز نے امریکہ کے شہر سان فرانسکو میں انسانی حقوق کا ایک چارٹر مرتب کیا' جس کا نام چارٹر آف ہیومن رائٹس رکھا گیا۔

اس چارٹر میں ایک طرف انسانوں کے سیاسی حقوق کا ذکر تھا اور دوسری طرف اس کے سماجی' معاشی اور ثقافتی حقوق کو بیان کیا گیا تھا۔ تاہم آج تک یہ فیصلہ نہیں ہوسکا کہ ان حقوق کا تعین کرنے والا کون ہے' وقتاً" فوقتاً" اس چارٹر میں انسانی حقوق کے نام نہاد عالمی چیمپئن امریکہ کے دباؤ کے تحت کتر بیونت ہوتی رہتی ہے۔

ہیومن رائٹس آف پاکستان وہ ادارہ ہے جو پاکستانیوں کو ان کے حقوق دلوانے کی جدوجہد کی ذمہ داری قبول کرتا ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جب پاکستان میں چولہے پھٹتے ہیں اور بہویں آگ کی نذر ہوجاتی ہیں تو اس ادارہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی' جب لاہور کے گردونواح میں چالیس' پینتالیس نوجوان بے روزگاری سے تنگ آکر خودکشی کرلیتے ہیں وہ اپنے اپنے ہیڈ کوارٹروں میں بیٹھے' دھوپ کے چشمے لگائے اور ان کی خواتین بغیر آستین کے بلاؤز پہنے خوش گپیاں کرتے نظر آتے ہیں۔ لیکن جونہی قادیانیوں یا مسیحوں کا ذکر آتا ہے تو یہ سب تڑپ اٹھتے ہیں اور ان کو انسانی حقوق خطرے میں نظر آنے لگتے ہیں' پھر یہ امریکہ' برطانیہ' اسرائیل اور انڈیا کے مال غنیمت سے مقدمے لڑتے ہیں اور توہین رسالت کرنے والوں اور قرآن کو جلانے والوں کو رات کی تاریکی میں فرار کرواکر دوسرے ملکوں میں پناہ دلوادیتے ہیں۔

آئے دن یہ اپنے فوٹو گرافرز کے ساتھ شمالی علاقہ جات کی پہاڑیوں اور وادیوں میں پائے جاتے ہیں۔ ایسی جگہیں جو حساس ہوتی ہیں اور جہاں غیر ملکی حساس ادارے نہیں جاسکتے' وہاں یہ پہنچ جاتے ہیں اور پھر وہاں کے حالات پر رپورٹیں مرتب کرکے بیرون ملک بھیجتے ہیں اور اپنے آقاؤں سے حق الخدمت وصول کرتے ہیں۔

ہمیں ان کی دوسری حرکتوں سے غرض نہیں' یہ حکومت وقت کا کام ہے کہ وہ ان کی گرفت کرے' مگر اب تو یہ ہمارے مذہبی معاملات میں بھی منہ مارنے لگے ہیں' کوئی بھی دین کی تڑپ رکھنے والا مسلمان اس مرحلے پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ ملک عزیز کے غیور عوام ان اسلام دشمن انجمنوں اور اداروں کی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ پاکستان کا نظام تعلیم انشاء اللہ قرآن و سنت سے ہم آہنگ ہوگا اور اس کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ہم کچل کر رکھ دیں گے۔ بغیر آستینوں کے بلاؤز پہننے والیوں اور سیاہ چشمے لگانے والوں کو یہ بات کان کھول کر سن لینی چاہئے کہ اگر تم نے آئین پاکستان میں شامل اسلامی دفعات'

امتناع قادیانیت آرڈیننس، تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم قانون اور گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کو ختم کرانے کی سازش کی تو پوری قوم تمہارے خلاف اٹھ کھڑی ہوگی اور تمہیں پاتال میں بھی جگہ نہیں ملے گی۔

کیا یہ ناقابل تردید حقیقت نہیں کہ حقوق انسانی پر زور دینے اور ان کو منوانے کا سہرا صرف اور صرف ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے انسان کو قابل احترام ہونے کا تصور دیا۔ پھر ان کے حقوق گنوائے اور پھر پوری دنیا کو ان کے حقوق کی پاسداری کرکے دکھلادیا کہ ان حقوق کی پاسداری کیسے ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پیارے دین کا پرچار کیا' اس میں دنیا کے تمام موجودہ مذاہب سے زیادہ انسانی حقوق کی تفصیلات درج ہیں مثلاً:

انسانی جان کا حق' ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا حق' خواتین کے حقوق' بیوہ کے حقوق' والدین کے حقوق' بچوں کے حقوق' یتیموں کے حقوق' غلاموں کے حقوق' پڑوسیوں کے حقوق' انسانی آزادی کے حقوق' عورتوں کی عصمت کے حقوق اعتقاد کی آزادی کے حقوق' اظہار رائے کی آزادی کے حقوق' حاجت مندوں اور محروموں کے حقوق' انصاف کا حق' برسرپیکار دشمنوں کا حق' اور لاشوں کے احترام کا حق' کس مذہب میں انسانی حقوق کا اتنی تفصیل سے ذکر کیا گیا ہے؟

یہاں تک کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو حقوق اللہ سے چشم پوشی فرمائیں گے' مگر حقوق العباد کے مجرم کبھی رعایت کے مستحق نہیں ہوں گے۔

اب ان تمام حقوق کا ادراک اسی وقت ہوسکتا ہے' جب انسان شروع سے تعلیمی اداروں میں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی تعلیم بھی حاصل کرے اور اپنے حقوق سے آگاہی حاصل کرے پھر وہ اس کے لئے جدوجہد کرسکتا ہے۔ اگر ہم تعلیمی اداروں میں مذہبی تعلیم کی مخالفت پر کربستہ ہیں تو پھر ہم طالب علموں کو ان کے حق سے محروم کرنے کی سازشیں کررہے ہیں اور کم از کم ملک عزیز میں رہنے والے علماء کرام اور روحانی رہنما اس سازش کو پنپنے نہیں دیں گے۔

قارئین کرام! جلد ہی حکومت نئی تعلیمی پالیسی دے رہی ہے' ہمارا مطالبہ ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی کو مکمل طور پر اسلامی تقاضوں کے پس منظر میں بنایا جائے۔ اسکول لیول سے شروع کرکے کالج لیول تک قرآن و سنت کی مکمل اور جامع تعلیم جاری کی جائے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے جن تجاویز اور مطالبات کو پیش کیا ہے' ان پر غوروفکر کرکے ان کو نئی تعلیمی پالیسی میں جگہ دی جائے تاکہ ان غیر سرکاری انجمنوں کی اسلام دشمنی پالیسیوں کا قلع قمع ہوسکے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے کارٹون فلم تیار کرنا توہین رسالت ہے' مغربی میڈیا مسلمانوں کے انسانی حقوق کو پامال کررہا ہے' عالمی عدالت میں مسلمان اس کے خلاف آواز اٹھائیں (مولانا محمد یوسف لدھیانوی)

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر اور ممتاز عالم دین مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کرکے کارٹون فلم تیار کرنے کو توہین رسالت قرار دیتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ اس فلم کی تیاری فوری طور پر بند کرکے اس کی ریلیں ضائع کی جائیں۔ انہوں نے کہا کہ پوری دنیا کے مسلمان اس پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی کو فلمی اسکرین پر پیش کرنا یا آپ سے کسی بھی واقعہ کو منسوب کرکے اسے فلمبند کرنا اور پردہ اسکرین پر پیش کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے' مگر مغربی میڈیا مسلمانوں کے انسانی حقوق کو پامال کرتے ہوئے ایسی فلمیں تیار کررہا ہے اور حالیہ کارٹون فلم کی تیاری بھی اس کا ایک حصہ ہے۔ انہوں نے مغربی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ عالمی عدالت میں اس کے خلاف آواز اٹھائیں۔ انہوں نے پاکستانی حکمرانوں سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ حکومتی سطح پر مغربی ممالک کی حکومتوں سے ایسے واقعات کی روک تھام اور سدباب کا مطالبہ کرے۔

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۲۳۵۵۷۳۰ -

حضرت مولانا عبدالشکور دین پوریؒ
مرسلہ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ختم نبوت کے موتی

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیئ علیما

خطبہ مسنونہ کے بعد فرمایا۔

پھر غیرت اسلام کو دنیا میں جگا دو
پھر قوت ایمان سے باطل کو جھکا دو
اللہ سے ڈرنے والوں کو طاقت سے ڈرانا مشکل ہے
جب خوف خدا ہو دل میں یہ کسریٰ و قیصر کچھ بھی نہیں
ہم حق بات کا ہر وقت جو اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سردار کریں گے
جب تک کہ دہن میں ہے زباں سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے
ما ان مدحت محمدا بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد
تمہید

اہالیان جھنگ! علماء کرام' برادران خواص و عام وقت کافی گزر چکا ہے۔ جو میرے دل کی آواز تھی' ضمیر کی پکار تھی' جو کچھ میں کہنا چاہتا تھا' وہ میرے بھائیوں نے مجھ سے پہلے بڑے جذباتی اور بڑی ہی غیورانہ' غیرت مندانہ انداز میں بیدار ہو کر' ہوشیار ہو کر' خبردار ہو کر' تیار ہو کر انہوں نے جتادیا' جگا دیا' بتادیا سنادیا......

یہ مسئلہ ختم نبوت خون کی سرخی سے لکھا گیا ہے۔ لاہور کے جیالے نوجوانوں نے ختم نبوت زندہ باد کا نعرہ اس وقت لگایا' جب گولیوں کی بارش ہورہی تھی۔ خود ختم ہوگئے مگر ختم نبوت کا جھنڈا نیچا نہیں ہونے دیا۔ (سبحان اللہ)

لاہور کا مال روڈ آج بھی گواہ ہے' جنہوں نے ختم نبوت کے پروانوں پر گولی چلائی' ان کا پتہ نہیں کہ اسلام میں رہیں یا نہ رہیں۔ جنت میں تو وہ کبھی نہیں رہ سکتے۔ سب سے پہلے پاکستان کا وہ شخص مجرم ہے' جس نے ظفراللہ قادیانی کو وزیر خارجہ بنایا' اس شخص کو محمد ﷺ سے کوئی تعلق نہیں (بے شک) سب سے بڑا مجرم وہی شخص ہے' جس نے ظفراللہ قادیانی کو اتنا اعزاز دے کر دس ہزار ختم نبوت کے جاں نثاروں کو گولیوں کا نشانہ بنایا مگر اس کو وزارت خارجہ سے ہٹایا نہیں۔ سب سے پہلے ختم نبوت کے غدار وہی لوگ ہیں' کوئی بھی ان میں شامل ہو۔

ختم نبوت اجماعی مسئلہ ہے:

یہ مسئلہ ایسا ہے کہ جس پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ اگر حاکم وقت کو اپنی کرسی کی فکر ہے تو مسلمانوں کو اپنے محبوب کی عزت کی فکر ہے۔ صدر بدل سکتے ہیں' مگر پیغمبر ﷺ نہیں بدل سکتے۔

ایک باپ کے کئی بیٹے ہوسکتے ہیں مگر ایک غیور بیٹے کے دو باپ نہیں ہوسکتے۔ دو باپ ہوں تو بیٹا ولدالحرام ہے' باپ زانی ہے۔

ایک خاوند چار شادیاں کرسکتا ہے' ایک بیوی کے دو خاوند بیک وقت نہیں بن سکتے۔ دو آدمی ایک عورت کے خاوند ہونے کے دعویدار ہوں تو ایک ان میں سے کنجر ہے۔ یہ عورت نہیں' کنجری ہوگی۔ باپ بھی ایک ہوگا خاوند بھی ایک ہوگا اس کی غیرت مند بیوی بھی اسی کے لئے ہوگی۔ اب نبی بھی ایک ہوگا امت بھی ایک ہوگی۔

غیور آدمی آپؐ کے علاوہ دوسرے کو نبی نہیں مان سکتا:

اب ایک امت میں دوسرا نبی بھی نکل آئے کوئی بے غیرت اس کو مان لے وہ امت ماننے والی مرتد ہے۔ جو دعویٰ نبوت کرنے والا ہے' نبی بننے والا ہے وہ قیامت تک دجال ہے۔ فی النار ہے' ٹھیک ہے؟ (جی)

بہرحال اس مسئلے پر ہم نے قربانیاں دی ہیں' میں اس وقت ابھی بچہ تھا' جب ۱۹۵۳ء میں تحریک چلی۔ میں گھوٹکی میں تھا' مولانا احمد علی لاہوریؒ سے میری بیعت تھی۔ میں اس وقت گیارہ سال کا تھا۔ پتہ چلا تو وہاں سے سکھر گیا۔ آٹھ آدمی ساتھ لیکر وہاں سفید مسجد سے وہاں گیا۔ میں ابھی بچہ تھا' عمر کا تو کچا تھا ویسے سمجھدار اچھا تھا۔ میں وہاں سے اڑھائی مہینے سکھر سینٹرل جیل چلا گیا۔ جیل میں جاکے بھی محمد ﷺ کی ختم نبوت کے نغمے گاتا رہا۔ (سبحان اللہ)

ختم نبوت پر دلائل بے شمار ہیں:

قرآن کریم کی ایک سو آیات' دو سو پیغمبر کے فرمودات اور تقریباً" پانچ سو بزرگوں کے فرمودات' ارشادات اس بات پر گواہ ہیں کہ نبوت کی کرسی پر نہ کوئی آیا ہے' نہ کوئی آئے گا۔ خدا اپنی خدائی میں وحدہ لاشریک ہے محمد

اپنی ختم نبوت میں (سبحان اللہ)

ختم نبوت پر بخاریؒ کی دلیل:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا ایک نکتہ یاد آیا۔ فرمایا کرتے تھے لا الہ لا نبی بڑی علمی بات ہے۔ فرمایا جو لا الہ پر ہے وہی لا نبی پر ہے۔ جس طرح لا کے بعد کوئی جھوٹا بروزی ظلی شیخ چلی الہ نہیں بن سکتا اسی طرح لا نبی کے بعد کوئی بروزی' ظلی' انگریزوں کی بلی نبی نہیں بن سکتا۔

اگر کوئی لا کے بعد الہ آئے گا تو فرعون جیسا حال ہوگا۔ اگر کوئی لا کے بعد نبی آئے گا تو ٹی خانے میں قادیانی کو موت آئے گی۔ ٹھیک ہے؟ (جی) یہ تو ہمارے ساتھ کھیل کھیلا جارہا ہے۔ اس مسئلے کی حفاظت ہم خود کریں گے۔ (انشاء اللہ)

شہداء ساہیوال:

ساہیوال میں جن نوجوانوں نے اپنے خون کی قربانی دی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مجھے بتایا گیا کہ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مرنے کے بعد جنت اور مدنی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ ان کے چہرے شگفتہ تھے (نعرہ تکبیر' اللہ اکبر...... شہیدان ختم نبوت' زندہ باد...... شہیدان ساہیوال زندہ باد) نام بھی عجیب ہے۔ بشیر احمد حبیب مظہر رفیق' بشیر نے خوشخبری دی اور شہادت کا اظہار ہوگیا۔ (سبحان اللہ)

عزیزان مکرم میں انہی کی تائید کرتے ہوئے بات کر رہا ہوں۔ دلائل تو ہم بہت دے چکے ہیں۔ دلائل ہمارے پاس اتنے ہیں کہ جن کی تعداد کا شمار نہیں۔

ختم نبوت کی دلیل:

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں "اول الانبیاء آدم و آخرہم محمدؐ" آدم سے نبوت کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخری تاج محمد ﷺ کے سر پر رکھا گیا۔ میں تمام کذابوں کو کذاب سمجھتا ہوں۔ اپنے محمد ﷺ کو سچا سمجھتا ہوں۔

ختم نبوت کا محافظ خدا:

کوئی حکومت اور ہماری مارشل لاء اگر ختم نبوت کی حفاظت نہ بھی کرے پھر بھی میرے محمد ﷺ کا محافظ کل بھی خدا تھا' آج بھی اس کا محافظ خدا ہے۔ قیامت تک اس کا محافظ رہے گا۔ (انشاء اللہ)

آپ کو پتہ ہے کہ قادیانی شیطانی ہوگیا۔ مرزا ناصر خاسر ہوگیا' مرزا بشیر شریر ہوگیا' مرزا طاہر ظاہر نہیں ہوتا۔ اب ہے مرزا منصور "من سور" اس کو بھی کہو "من سور"

عزیزان مکرم! اللہ تعالیٰ ہمیں حضور اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے دامن سے وابستہ فرمائے۔ (آمین)

صدارتی آرڈی نینس:

جنرل محمد ضیاء الحقؒ نے جب آرڈی نینس جاری کیا اور اس کے خلاف رٹ کی گئی تو رٹ خارج ہوگئی۔ ہم نے خوشی منائی کہ یہ صدارتی آرڈی نینس ہے۔

قادیانیوں کی عبادت گاہ کا نام مرزاڑہ ہونا چاہئے:

ہماری مجلس عمل میں یہ بات پیش ہوئی کہ مرزائیوں کی عبادت گاہ کا نام مسجد نہیں ہونا چاہئے۔ جس طرح ہندوؤں کا مندر ہوتا ہے' سکھوں کا گوردوارہ ہوتا ہے' عیسائیوں کا گرجا ہوتا ہے' ان کی عبادت گاہ کا نام مرزاڑہ ہونا چاہئے۔

آج لوگ کہتے ہیں کہ مولوی صاحب ان کے مرزاڑوں پر لگا ہوا کلمہ مٹاؤ گے۔ سنو! اگر کوئی بیت الخلاء پر کلمہ لکھے کوئی پلید جگہ پر کلمہ لکھے تو اس کو رہنے دو گے یا مٹادو گے؟ (مٹادیں گے) جس طرح بیت الخلاء پر کلمہ لکھنا ہم برداشت نہیں کرتے اسی طرح جس جگہ پر یہ عبادت کرتے ہیں ان کا مرزاڑہ ہے جہاں مصطفیٰ ﷺ کی توہین ہوتی ہے وہ جگہ پاخانہ سے بھی زیادہ پلید ہے۔ (بے شک)

مرزائیوں کی سزا:

مرتد کی سزا قتل ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹانے کی بجائے ان سب مرتدوں کو کھڑا کر کے گولی سے اڑا دے۔ نہ ان کا جنازہ پڑھا جائے نہ ان کو دفن کیا جائے' کتے اور گدھیں ان کو کھائیں۔ (ٹھیک ہے)

یہ حضور اکرم ﷺ کی عزت کے دشمن ہیں ہم اس کانے دجال کو برداشت نہیں کرتے' کبھی کہتا ہے کہ بی بی فاطمہ کی ران پر سر رکھ کر سو رہا ہوں۔ (لعنت' لعنت)

کبھی کہتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ سور کی چربی کھاتے ہیں' نعوذ باللہ کبھی کہتا ہے کہ سیر کربلا ئیست بر آنم صد حسینؓ است در گریبانم میں دامن جھاڑوں تو سو حسین ظاہر کر سکتا ہوں۔ لعنت لعنت! کبھی (نعوذ باللہ) کہتا ہے کہ حج کی ضرورت نہیں میرے قادیان میں میرا جلسہ دیکھ لو حج ہوگیا جس جہاد کو محمد ﷺ نے فرض کیا تھا میں اس جہاد کو منسوخ کر رہا ہوں۔ (لعنت' لعنت) کہتا ہے۔

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
پہلے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں

کہتا ہے کہ میں محمد سے بھی شان میں بڑھ گیا ہوں۔ (لعنت' لعنت) کیا اس کی بیوی ام المومنین ہے؟ (نہیں) کیا اس کو دیکھنے والے صحابی ہیں؟ (نہیں) کیا ان کی عبادت گاہ مسجد ہے؟ (نہیں) کیا ان کو مسلمان کہا جاسکتا ہے؟ (نہیں)

ہم بار بار کہتے ہیں کہ ہم قانون کو ہاتھ میں نہیں لینا چاہتے۔ اگر حکومت ناکام ہے تو ہمیں

اجازت دے۔ خدا کی قسم! اگر مجلس عمل فیصلہ کرے تو ہم اپنے اکابر کے کہنے پر ایک دن میں ربوہ صاف کردیں گے۔ ختم نبوت کا جھنڈا لہرائے گا۔(نعرہ تکبیر اللہ اکبر)

ختم نبوت کے محافظوں کا محافظ خود خدا ہے' (بے شک) میرے قرآن کا محافظ کون؟ (اللہ تعالیٰ) بیت اللہ کا محافظ کون؟ (اللہ تعالیٰ) رسول اللہ کا محافظ کون؟ (اللہ) خدا نے قرآن میں کہہ دیا ان شانئک ھوالابتر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن ذلیل ہوگا۔

جب ناصر کا ہارٹ فیل ہوا اس وقت میں تقریر کررہا تھا۔ میں جب اسلام آباد میں مولانا خان محمد صاحب کندیاں والوں کی صدارت میں تقریر کررہا تھا سامنے مرزا ناصر کا مکان تھا۔ میں نے کہا اسلام آباد کے درودیوار! رضا کارو' تابعدارو' جاں نثارو' وفادارو! اگر میں حکم دوں کہ یہاں ناصر کے بنگلے کی اینٹ سے اینٹ بجا دو تو کیا کروگے؟ اگر میں کہوں کہ نعرہ تکبیر لگا کر میدان جہاد میں اٹھو تو لوگوں نے اتنے زور سے نعرہ لگایا کہ تھوڑی دیر کے بعد اطلاع آئی کہ ناصر خاسر ہوگیا۔ ناصر فی النار ہوگیا۔ ناصر جہنم میں ذلیل و خوار ہوگیا۔ ہمارے ایک ہی نعرے سے بزدل کا جگر بھی پھٹ گیا' مومن بہادر ہوتا ہے۔

پاکستان کو ان لوگوں نے تماشا بنا رکھا ہے۔ آپ ہم پر ناراض ہیں' پاکستان بننے کے بعد ہم اس کی تائید کررہے ہیں ورنہ علماء نے جو کہا تھا وہ بالکل صحیح ہے۔

یہ کہنا غلط ہے کہ پاکستان اسلام کے لئے نہیں بنایا:

اب سردار شوکت حیات خاں نے کہا یہی بیان ظفر اللہ قادیانی اور تمہارے کانے دولتانے نے دیا کہ ہم نے پاکستان اسلام کے لئے نہیں بنایا تھا۔ ہم نے پاکستان آرام کے لئے بنایا تھا۔ چھ لاکھ آدمی شہید ہوگئے۔ یہ آرام طلب کررہے ہیں۔ بتاؤ ان کا یہ بیان آیا ہے یا نہیں؟ (آیا ہے) چھ لاکھ آدمی شہید ہوگئے' ساٹھ ہزار بہوبیٹیاں سکھوں کے قبضے میں چلی گئیں۔ پانچ ہزار سید زادیوں کی عزت لوٹی گئی۔ مسجدوں کو لیٹرین بنایا گیا اور اب یہ بیان دے رہے ہیں کہ پاکستان اسلام کے لئے نہیں آرام کے لئے بنایا گیا ہے۔(لعنت' لعنت' لعنت)

جو کچھ آج سکھوں کے ساتھ ہورہا ہے یہ بھی قدرت کا انتقام ہے'۔ شہداء ختم نبوت کا خون ضرور رنگ لائے گا' نوجوانوں کا خوں رائیگاں نہیں جائے گا۔

وقت آرہا ہے بلکہ وقت ہے۔ اب مرزا طاہر وہاں لندن میں اپنے باپ کے پاس بیٹھا ہے' یہ انگریزی نبی تھا کہتا ہے "آئی لو یو' آئی ایم وتھ یو" ایسے بولتا ہے جیسے انگریز باپ نے سکھائی ہے۔ اس کا دادا کہتا تھا کہ میرے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ اپنی تعلیم یہ تھی کہ پرائمری بھی فیل تھا۔

جو نبوت کا غدار ہو اس کو پھانسی دی جائے:

میں آپ پر ناراض ہوں' مرزائیوں نے اعداد و شمار دیا ہے' کہتے ہیں کہ پاکستان میں پانچ لاکھ مرزائی ہیں۔ یعنی پانچ لاکھ پاکستان میں محمد ﷺ کے غدار موجود ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ حکومت کے غدار کی سزا کیا ہے؟ جو کہے مارشل لاء نہ ہو' فوج غلط ہے' ضیاء غلط ہے' ضیاء وفادار نہیں' ضیاء ظالم ہے' جو حکومت کا غدار ہو اس کی سزا کیا ہے؟ پھانسی۔ اور جو نبوت کا غدار ہو اس کی سزا کیا ہونی چاہئے؟ (پھانسی) یہ مرزائی نبوت کے غدار ہیں یا نہیں؟ (ہیں) میں لاکھوں ضیاء..... محمد ﷺ کی جوتی کے ذروں پر قربان کردوں۔

صدر صاحب! تم بھی سوچو تمہاری بھی ذمہ داری ہے' جب پاکستان میں ایک نقلی پانچ پیسے' ایک آدمی جعلی فوجی لباس پہن کر نہیں آسکتا تو یہاں جعلی نبی بھی نہیں چل سکتا۔ بے شک (نعرے ...... مرزائیت مردہ باد' انشاء اللہ مردہ باد ہیں)

جب اس پاکستان میں دو صدر برداشت نہیں' آج اگر کوئی اعلان کردے کہ میں بھی صدر ہوں تو صدر صاحب اس کو اسی وقت گولی مروا دیں گے۔ جب پاکستان میں دوسرا صدر برداشت نہیں تو غیور مسلمانوں کے لئے دوسرا پیغمبر بھی برداشت نہیں (بے شک) یہاں ربوبیت خدا کی رہے گی' نبوت مصطفیٰ ﷺ کی رہے گی۔

ہر جگہ نبوت حضور اکرمؐ کی ہے:

مولانا قاسم نانوتویؒ لکھتے ہیں کہ اگر چاند میں' ستاروں میں' اگر کسی جزیرے میں' زحل میں' مشتری میں' عطارد میں' مریخ میں' اگر کہیں کوئی مخلوق رہتی ہے تو وہ بھی محمد ﷺ کی امت ہے۔ اسلام اس کو بھی محمد ﷺ کا دیا ہوا قبول کرنا پڑے گا۔ (سبحان اللہ) عرش اور فرش میں نبوت صرف محمد ﷺ کی ہے۔

اس لئے اللہ نے ایک لاکھ چوبیں ہزار نبیوں کا معراج کی رات آپ ﷺ کو امام بنایا کہ محبوب تمام انبیاء کی شریعت منسوخ ہوچکی ہے۔ اب شریعت صرف آپ کی ہے۔ اس لئے اللہ نے محمد ﷺ کو عرش پر پھرایا کہ جہاں تک میری خدائی ہوگی وہاں تک تیری مصطفائی ہوگی۔ (سبحان اللہ)

مولانا مفتی محمودؒ کو خراج عقیدت:

میں مولانا مفتی محمودؒ کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوں' جس نے اسمبلی تک اس بات کو پہنچایا۔ ایک سو سات اسلامی ملکوں نے اس بات کی تائید کی کہ محمد ﷺ کے بعد نبوت کا

دعویٰ کرنے والا مرتد ہے۔ اب آپ کو مبارک ہو کہ ہمارے علماء کا ایک وفد افریقہ پہنچا ہے۔ افریقہ کی حکومت نے بھی فیصلہ کیا ہے کہ جس طرح غلام احمد قادیانی کو پاکستانی مرتد' کافر کہتے ہیں' ہم بھی اپنی حکومت میں اس کو مرتد اور کافر کہتے ہیں۔ کل ہم جب ان کو کافر کہتے تھے تو حکومت ناراض ہوجاتی تھی۔ ہمارے خلاف پرچے درج ہوجاتے تھے ۱۶ ر ایم پی او ہو جاتا تھا۔

اب تو وفاقی شرعی عدالت جو صدر نے خود بٹھائی تھی انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ غلام احمد قادیانی کافر ہے۔ بے ایمان تھا' دھوکے باز' دغاباز تھا' بددیانت تھا۔ یہ اخباروں میں آیا ہے یا نہیں؟ (آیا ہے) کافر تھا' کافر ہے' بے ایمان تھا' دغاباز ہے' میں تو آپ کو سمجھارہا ہوں۔ اگر کوئی مرزائی کھڑے ہیں تو ان کو بھی سمجھاؤ کہ بے وقوفو! کیا کررہے ہو؟

مرزے کی خرافات:

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یہ بھی کوئی نبی ہے جو کہتا ہے کہ میں مہدی ہوں' کبھی کہتا ہے کہ میں عورت بن گیا' خدا مرد بن گیا' خدا میرے ساتھ سوگیا' مجھ سے کچھ ہوگیا مجھ کو حمل ہوگیا' میں پیچھے سے نکل آیا (لعنت)

بتاؤ خدا یہ کام کرتا ہے؟ (نہیں) یہ کہتا ہے کہ خدا مرد بن گیا' میں عورت بن گیا' میرا حیض دیکھو مجھے حیض بھی آتا ہے۔ یہ نبی ہے یا مخبوط الحواس ہے۔

کہتا ہے کہ۔

منم مسیح زمانم و منم کلیم خدا
منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

میں محمد بھی ہوں' احمد بھی ہوں۔ مصطفیٰ بھی ہوں' کہتا ہے کہ کرشن بھی میں ہوں' یہ ہندو ہے رام چندر بھی میں ہوں۔ علماء بیٹھے ہیں ان سے پوچھیں یہ باتیں اس کی کتابوں میں لکھی ہیں یا نہیں؟ آپ سیرۃ المہدی بھی دیکھیں۔

مرزا بچپن میں چڑیاں پکڑتا تھا:

بشیرالدین کہتا ہے کہ میرا ابا مرزا غلام احمد قادیانی بچپن میں چڑیاں پکڑتا تھا۔ دروازے بند کرکے چڑیاں پکڑنا' کھاجاتا تھا۔ بشیرالدین کہتا ہے کہ میرا ابا چھوٹا تھا گھر میں دو ڈبے رکھے ہوئے تھے۔ مرزے کی بچپن کی ناپاک زندگی آپ کو سنارہا ہوں۔ ایک ڈبے میں نمک تھا ایک دوسرے ڈبے میں چینی تھی' میرے ابے نے جلدی سے مٹھی بھر کر نمک کھالیا۔ جب آنکھوں میں پانی آگیا اور مرنے کے قریب ہوا تو اماں نے کے مار کر نمک نکالا۔ ورنہ میرا ابا سارا نمک کھا جاتا' یہ نبی ہے؟ نعوذباللہ

چھوٹا تو نمک کھا جاتا تھا' چڑیاں پکڑا کرتا تھا' عورتیں نہاتی تھیں تو ان کو تاڑتا رہتا تھا' یہ نبی ہے؟ یہ تو کوئی شریف آدمی بھی نہیں۔

مرزا گستاخ رسول ہے:

قادیان میں ہندوؤں نے ان کو جگہ نہیں دی۔ پاکستان میں یہ مصیبت آگئی' ہم تو مدت سے کہہ رہے تھے کہ ربوہ کو کھلا شہر قرار دو۔ ہمیں بھی وہاں جائیداد دو' ہمیں بھی اجازت دو' ہم بھی وہاں اپنے پلاٹ لیں۔ انشاء اللہ ان کو سنبھلنے دیں گے نہ ان کو چلنے دیں گے۔ (انشاء اللہ) مسلمان تو اپنے باپ کے دشمن کو برداشت نہیں کرتا' یہ محمد ﷺ کے دشمن کو کیسے برداشت کرے گا؟

مسلمان جب پیغمبر ﷺ کی توہین سنتا ہے تو مسلمان دیوانہ بن جاتا ہے مرزے نے توہین کی ہے' نبوت کی۔

یعنی اس کی بیوی بی بی عائشہؓ کا مقام رکھتی ہے؟ (نعوذباللہ) ہم نے قانون بنادیا ہے۔ اب قانون کو چلانا حکومت کا کام ہے' اب ہم بار بار مطالبہ کررہے ہیں کہ ان کے عبادت خانوں پر اب تک کلمہ لکھا ہوا ہے' یہ کلمہ تو مسلمانوں کا ہے کلمہ اس کا ہے جو مدنی ﷺ کو خاتم النبیین مانے' ان مرتدوں کو محمد ﷺ کا کلمہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

میں آپ کو بہت موتی دے سکتا ہوں۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے نو سال جیل میں گزارے' فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی یہی ہے کہ میں ایرے غیرے مرتد کو اپنے نانے کی کرسی پر چین سے نہیں بیٹھنے دوں گا۔

فرمایا کرتے تھے آؤ! مجھے گولی مارو گولی سینے سے گزر سکتی ہے' عشق محمد ﷺ میرے دل سے نہیں نکل سکتا۔

مرزا انگریز کا خود کاشتہ پودا:

یہ انگریزی خود کاشتہ پودا تھا' مولانا جالندھریؒ نے مجھے وہ پمفلٹ دیا کہ ایک کمشنر نے لندن میں بیٹھ کر ایک میٹنگ بلائی۔ انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جس طرح جھوٹے ولی ہوتے ہیں' اسی طرح جھوٹا نبی تیار کریں۔ انگریز اس کی مدد کرے' وہ اوٹ پٹانگ پیشن گوئیاں کرے' الہام اور وحی بتائے' ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ اس طرح مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا جاسکے گا۔ جہاد کو حرام کیا جاسکے گا۔

یہ خدائے رب اکبر کا نبی یا یہ کمشنر کا نبی ہے۔ خدا کی قسم مولانا جالندھریؒ نے مجھے انگریزی میں وہ پمفلٹ دکھایا۔ وہاں لندن میں انہوں نے یہ پلان بنایا۔

یہ قادیان سے اٹھا اور آریہ سماج کے ساتھ مناظرے شروع کردیئے۔ چلتے چلتے مہدی بن گیا' مہدی سے پھر مجدد بنا' مجدد سے نبی بنا' نبی سے رسول بنا' رسول سے محمد بن گیا۔ (استغفراللہ)

یہ اس کی اوٹ پٹانگ باتیں ہیں۔ دعا کرو اللہ ہمیں غیرت ایمانی عطا فرمائے۔ (آمین)

(جاری ہے)

پروفیسرڈاکٹرحاجی ولی محمد' رحیم یار خان

قتال فی سبیل اللہ سے پہلے' ایمان بنانا ضروری؟

قتال فی سبیل اللہ کے بارے میں پیدا کئے جانے والے شکوک و شبہات اور ان کے جوابات

س..... جہاد کرنے کے لئے پہلے ایمان بنانا ضروری ہے' جب تک ایمان نہیں بنتا جہاد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا پہلے تقویٰ اور عمل کی محنت کرکے ایمان بناؤ پھر جہاد کی بات کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال تک تقویٰ اور عمل کی محنت کرائی اور پھر جہاد کا حکم دیا۔

ج..... عرض یہ ہے کہ قرآن مجید میں کوئی آیت ایسی نظر سے نہیں گزری جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ "اے ایمان والو! پہلے اپنا ایمان بناؤ اور پھر جہاد میں جاؤ۔" اس کے بجائے یہ فرمایا: ترجمے:" ہلکے ہو یا بھاری ہو بہرحال جنگ کے لئے نکلو" (التوبہ)' "اگر جنگ کے لئے نہیں نکلو گے تو تمہیں دردناک عذاب دے گا"" (ایضا")' "ان سے جنگ کرتے رہو جب تک دنیا سے کفر مٹ نہ جائے اور پوری دنیا میں صرف اللہ ہی کا دین نہ ہوجائے۔"" "کیا ہوا تمہیں کہ تم اللہ کی راہ میں جنگ نہیں کرتے۔" (النساء)' "کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ تو یاد رکھو' اللہ کا حق ہے کہ تم اس سے ڈرو۔" (التوبہ)' "تم پر جنگ کرنا فرض کردیا گیا جب کہ وہ تمہارے لئے دشوار اور ناگوار ہے۔" (ایضا")

یہ اور اس طرح کی بہت آیات ہیں جن میں کافروں سے جنگ کی اجازت نہیں بلکہ حکم اور نہایت تاکیدی حکم اور بار بار حکم دیا گیا ہے لیکن ان آیات میں کہیں کسی طرح کی کوئی شرط عائد نہیں کی گئی ان تمام آیات میں ایک ہی بات ہے جو بار بار کہی گئی ہے یہ کہ "اے ایمان والو! جنگ کرو' جنگ کرو' جنگ کرو" کہیں یہ نہیں فرمایا کہ "اے ایمان والو! ایمان بناؤ تاکہ تم میں جنگ کرنے کی اہلیت آجائے۔" رہی یہ بات کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال تک پہلے ایمان کی محنت کی جب ایمان بن گیا تو بعد میں جہاد کی بات کی۔

تو عرض یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ۱۳ سال تک جنگ کرنے کی اہلیت نہیں تھی کیونکہ بدر میں ۳۱۳ کے اسلامی لشکر میں تقریباً" ۲۵۰ تعداد ان انصار کی تھی جن کو ایمان قبول کئے بمشکل دو سال گزرے تھے۔ ۱۳ سال تک کسی جنگ کے پیش نہ آنے کا مطلب یہ ہے کہ تمام احکام تدریجاً" نازل ہورہے تھے' چنانچہ نماز نبوت کے دس سال بعد فرض ہوئی' جنگ کی اجازت ۱۳ سال بعد دی گئی روزہ ۱۵ سال بعد فرض ہوا' شراب ۲۰ سال بعد حرام ہوئی' حج ۲۱ سال بعد فرض کیا گیا' لیکن احکام کے اس طرح تدریجاً" نازل ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آئندہ عمل بھی ان پر اسی تدریج سے ہوگا' یعنی جو شخص دین کی طرف جب متوجہ ہو تو پہلے دس سال ایمان پختہ کرے پھر نماز شروع کرے ۱۳ سال بعد جنگ کرنے کا پروگرام بنائے ۱۵ سال بعد روزہ رکھنا شروع کرے' بیس سال بعد شراب سے پرہیز کرے پھر کہیں حج کرنے کا ارادہ کرے' بلکہ جو حکم بھی جب نازل ہوگیا تو وہ ہمیشہ کے لئے نازل ہوگیا اور عمل کے لئے فرض ہوگیا اب آئندہ کسی امتی کو قیامت تک یہ اختیار حاصل نہیں ہوسکتا کہ نزول احکام کی تدریج کو دلیل بناکر ان پر عمل کی ترتیب آگے پیچھے کرنے یا بعض کو معطل یا ملتوی کرنے کی جسارت کرے۔ مکہ معظمہ میں جنگ نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ابھی ایمان نہیں بنا تھا' بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جنگ کرنے کی ابھی اجازت نہیں مل رہی تھی اور اجازت نہ ملنے کا دارومدار بھی احکام کی تدریجی حکمت عملی ہے۔ ایمان بننے یا نہ بننے کا اس سے کوئی سروکار نہیں' لیکن جب اجازت کے بعد جنگ فرض کردی گئی اور فرضیت کے تاکیدی احکام نازل ہوگئے' تو اب کوئی کسی دلیل سے اسے موخر کرے گا؟ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ پہلے آپ نے مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال ایمان بنایا اور بعد میں جہاد کیا' یہ بات کہنے والے شاید یہ سمجھتے ہیں کہ جنگ کا حکم تو پہلے سے تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صوابدید پر اسے ۱۳ سال تک اس لئے ملتوی رکھا تاکہ پہلے ایمان بنایا جائے اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال میں ایمان بن چکا تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صوابدید سے جنگ کا آغاز کیا یہ خیال سراسر ایک جاہلانہ اور ملحدانہ خیال ہے۔ یہاں آپ کی صوابدید وغیرہ کو کوئی دخل نہیں تھا بلکہ آپ کا ہر قدم **ان اتبع الا ما یوحی الی**(سورہ احقاف) کے اصول اور قاعدے پر اٹھتا ہے اپنی رائے یا اپنی پسند ہرگز نہیں' چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ جنگ کی اجازت مل جانے کے بعد جو بھی ایمان قبول کرتا گیا جنگ میں شریک ہوگیا غزوہ احد میں انصار کے قبیلہ بنو اشہل کا ایک شخص عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ آیا جو ابھی غیر مسلم تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا یا رسول اللہ! پہلے اسلام لاؤں یا جنگ کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا "پہلے اسلام قبول کر پھر جنگ کر" چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تھوڑی دیر بعد شہید ہوگیا۔ اسے ایمان بنانا تو کیا ایک نماز کا وقت بھی میسر نہیں آیا۔ فتح مکہ میں جو ایمان لائے انہیں اسی وقت ایمان بنانے سے پہلے ہی غزوہ حنین کی جنگ میں شریک کرلیا گیا۔ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھانے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا' رسول اللہ! اس نے زندگی میں کبھی کوئی نیکی نہیں کی' لہٰذا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے دریافت کیا کہ "آیا کسی نے اس کو کبھی کوئی نیک کام کرتے دیکھا؟" تو ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ہاں۔ یا رسول اللہ! اس نے ایک رات میدان جنگ میں پہرہ دیا تھا' یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی دفن میں شرکت فرمائی' قبر میں اپنے مبارک ہاتھوں سے مٹی ڈالی اور فرمایا کہ "تیرے ساتھی سمجھتے ہیں کہ تو آگ والوں میں سے ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اہل جنت میں سے ہے۔" اب یہاں دیکھئے ایمان کے ساتھ کسی نیک عمل کا بالکل نہ ہونا یہ بتارہا ہے کہ اس کا ایمان کمزور ہے گویا ابھی ایمان بالکل نہیں بنا' لیکن میدان جنگ میں تھوڑے سے عمل فی سبیل اللہ نے ایمان کی تمام کمی کی تلافی کردی۔

ایک حدیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مقتول تین قسم کے ہیں ایک پکا مومن جو اپنا جان و مال اللہ کی راہ میں لگادیتا ہے جب دشمن کے مقابلہ میں آتا ہے تو جنگ کرتے ہوئے قتل ہوجاتا ہے یہ وہ پکا سچا ہے جو عرش کے نیچے سایہ رحمت میں ہوگا اور انبیاء علیہم السلام کو اس پر فضیلت درجہ نبوت کے باعث ہوگی۔ دوسرا وہ شخص جو ایک ایسا مومن ہے جس کے نیک عمل میں برے اعمال کی ملاوٹ بھی ہے یہ بھی اپنا جان و مال اللہ کی راہ میں لگادیتا ہے جب دشمن کے مقابلہ میں اترتا ہے تو جنگ کرتے ہوئے شہید ہوجاتا ہے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مانجھ دینے والی اس کے گناہوں اور خطاؤں کو مٹاڈالے گی' بے شک تلوار گناہوں کو مٹادینے والی ہے' چنانچہ یہ شخص جنتی ہے اور اسے اجازت ہوگی کہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ تیسرا شخص ایسا ہے جو منافق ہے وہ بھی اپنا جان و مال جنگ میں جھونک دیتا ہے اور دشمن کے مقابلہ میں جنگ کرتا ہوا قتل ہوجاتا ہے' لیکن یہ آگ میں گیا کیونکہ یہ منافق تھا اور تلوار منافقت کو نہیں مٹاسکتی۔" اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تلوار عملی کمزوریوں کی ساری کمی پوری کردیتی ہے اور ایمان بنانے کا مطلب بھی یہی ہے کہ عملی کمزوریاں دور کی جائیں کیونکہ عملی کمزوری ایمان کے کمزور ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ قتال فی سبیل اللہ سے محرومی ایمان کے کمزور ہونے کی دلیل ہے' یعنی ایمان بنانے کے لئے قتال فی سبیل اللہ ضروری ہے' اس لئے کہ قتال فی سبیل اللہ دین حق کا اہم ترین فریضہ ہے اور جو شخص فرض کا تارک رہے گا اس کا ایمان کیسے بنے گا؟ بلکہ یوں کہئے کہ ایمان بنانے میں جو تاثیر قتال فی سبیل اللہ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے عمل کو حاصل نہیں دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ قتال فی سبیل اللہ کے بغیر ایمان درحقیقت بنتا ہی نہیں۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تقویٰ اور عمل پر محنت کرکے ایمان بناؤ ان کا مطلب یہی ہے کہ عمل کی اصلاح کے نتیجہ میں ایمان مضبوط ہوتا ہے اور ایمان کے پختہ اور مضبوط ہونے ہی کو ایمان بننا کہتے ہیں' اصلاح عمل کی کوشش ہی کو عمل کی محنت کہا جاتا ہے جب کہ قتال فی سبیل اللہ خود ایک عمل صالح ہے' بلکہ یہ عمل سب سے عظیم تر ہے اور اس میں عمل کی محنت اس قدر اثر انگیز ہے کہ سالوں کا نتیجہ گھنٹوں میں طے کردیتی ہے۔ مثلاً" صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی سیرت ہی کو دیکھئے اس کے لئے ہم آپ کو تاریخی واقعات کے بجائے قرآن مجید کی طرف لے چلتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم مکہ معظمہ میں ایمان کی محنت کررہے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کے کمال اخلاص اور ان کے حسن عمل پر ان کی مدح فرمارہے ہیں' مثلاً" جہنم کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا "اور بچ جائے گا اس آگ سے وہ تقویٰ شعار شخص جو مال دیتا ہے تاکہ اس کی سیرت و عمل کا تزکیہ ہوجائے اور اس پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہے جو چکایا جارہا ہو' بلکہ اسے محض رب اعلیٰ کی رضا مطلوب ہے اور وہ عنقریب راضی ہوجائے گا۔" (سورہ الیل) صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے حسن عمل کی یہ ایک مثال ہے اور غور کیجئے کہ حسن عمل کے باب میں یہ کتنا بلند مقام ہے کہ خود رب العالمین یہ گواہی دے کہ بجز رضائے الٰہی کے انہیں اور کچھ مطلوب نہیں ہے اور اس رضائے الٰہی کے حصول کا ان سے وعدہ فرمایا جارہا ہے کہ جو رضائے الٰہی انہیں مطلوب ہے وہ ضرور انہیں حاصل ہوگی۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مکہ مکرمہ کی تیرہ سالہ زندگی میں ناقابل بیان اذیتیں جھیل کر بے مثال حسن عمل کا اعلیٰ ترین معیار پیش کرکے جنت کی بشارت اور مدح ربانی کا اعزاز حاصل کیا' لیکن پھر بھی رضوان رب العالمین ابھی وعدے میں ہے آخر کیوں؟ راضی ہونے کا واضح اعلان کیوں نہیں کیا گیا۔ تو عرض یہ ہے کہ حسن عمل کا وہ انداز جس پر مدح خود رب العالمین فرمائیں انسان کی کہاں اوقات کہ اس کی خوبیاں گنواسکے بایں ہمہ کارگاہ حیات کا ایک ایسا باب ابھی باقی ہے جو ہنوز دائرہ عمل میں

نہیں آسکا اور کاروان عمل جب اس باب سے گزرے گا تو رضوان ربانی کا اعلان بھی ہوچکا ہو گا جو ابھی وعدہ میں ہے اور وہ باب ہے قتال فی سبیل اللہ کا چنانچہ ہجرت کے ایک سال بعد جب بدر کا معرکہ پیش آیا تو اس میں صحیح بخاری کی روایت کے مطابق یعنی ۶۰ سے کچھ زیادہ مہاجرین اور ۲۵۰ تقریباً" انصار شریک جنگ ہوئے مہاجرین بلاشبہ وہ لوگ تھے جنہوں نے سالہا سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تربیت پانے کی سعادت حاصل کی تھی اور اس سعادت میں ان کا کوئی شریک و سہیم نہیں اس لئے ان کا مقام سب سے بلند ہے' جبکہ انصار مدینہ کو ایمان کی نعمت سے بہرہ مند ہوئے ابھی دو ہی سال کا عرصہ گزرا تھا اور عرصہ ڈیڑھ سال سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہو رہے تھے' لیکن غزوہ بدر کے بعد جو اعلان ہوا تو وہ مہاجر انصار سب کے لئے یکساں تھا کہ "جو چاہو عمل کرواے اہل بدر جنت تمہارے لئے واجب ہو چکی ہے۔" دیکھئے ۱۳ برس کے اعمال شاقہ جن کا ہر لحہ لحہ لائق مدح و تحسین اور قابل رشک ہے' جس میں خود ہجرت کا اعلیٰ ترین عمل بھی شامل ہے اور زبان وحی سے مسلسل مدح و توصیف جاری ہے قبولیت کے اعلانات ہیں لیکن رضوان الٰہی ابھی وعدے میں ہے۔ مگر جنگ بدر کی چند ساعات کا اعجاز دیکھئے کہ ۱۳ سالہ صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض یافتہ اور ہجرت کے اعزاز سے سرفراز ہونے والوں کا تو ذکر ہی کیا' جنہوں نے حسن عمل کی انتہائی بلندیوں کو چھولیا یہاں تو وہ رضوان خداوندی سے بہرہ یاب ہوگئے' جن کی صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ساعتیں عرصہ ڈیڑھ سال سے ابھی متجاوز نہیں ہوئیں۔ یعنی انصار مدینہ اور سب کے لئے ایک ہی اعلان فرمادیا گیا "جو جی میں آئے کرو اے اہل بدر!

تمہارے لئے جنگ واجب ہو چکی" کوئی نادان یہ سمجھ لے کہ اس طرح تو گویا بدر والوں کو ہر طرح کے گناہوں کی چھٹی مل گئی۔ ایسا ہرگز نہیں ہے یہ اعلان درحقیقت اس وقت کیا جاتا ہے جب سیرت و عمل کے حسن میں با نکپن کی وہ کیفیت پیدا ہو جائے جس کے بعد گناہ کبیرہ تو کجا صغیرہ گناہ کے ارتکاب کا اندیشہ بھی معدوم ہو کے رہ جائے ذوق عمل میں اتنی نفاست اور حساسیت پیدا ہو جائے کہ خلاف اولیٰ تک سے طبیعت متنفر اور بیزار ہو جائے۔ اندازہ کیجئے کہ جنگ بدر کی چند ساعات نے ایمان کو جو قوت تازگی پختگی اور نزاکت بخشی کیا میدان جنگ سے ہٹ کر عمر بھر کی محنت شاقہ سے یہ ممکن ہے؟ ہرگز نہیں! ہرگز نہیں!

اس کے ایک سال بعد غزوہ احد ہے جس میں اہل ایمان کی تعداد غزوہ بدر کی نسبت دگنی ہے تقریباً" چار صد افراد کا اضافہ ایک سال میں ہوا' اس جنگ میں یک سالہ تربیت یافتہ افراد کی تعداد گویا زیادہ تھی لیکن اس جنگ میں بدر جیسی فتح کے بجائے مشیت الٰہی نے ایک کاری زخم لگایا جانا ضروری جانا' جس کو مورخین نے سطحی نظر سے شکست سمجھ لیا۔ حالانکہ زخم ضرور لگا تھا مگر یہ شکست نہیں تھی اور زخم لگایا جانا اس لئے ضروری تھا کہ بدر کی فتح جو بجا طور پر فخر و مباہات کی حقدار تھی خوشی اور مسرت کا عنوان تھی اب اگر احد کی فتح بھی اسی نوعیت کی ہوتی تو اندیشہ تھا کہ فرط خوشی میں امڈے ہوئے جذبات مسرت سے شیطان کوئی غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کرے بدر کی جنگ اچانک پیش آگئی تھی' اس لحاظ سے غزوہ احد گویا باقاعدہ جنگ کا پہلا تجربہ تھا جبکہ جنگوں کا ایک لامتناہی سلسلہ آگے چلنا تھا۔ لہٰذا اگر احد میں بھی فتح بدر جیسی ہو جاتی تو نفسیات میں یہ تاثر سا سکتا تھا کہ چونکہ ہم کمال ایمان کا درجہ پاچکے ہیں لہٰذا فتح تو ہمارا

مقدر ہے جنگ کے لئے کوئی تیاری کریں یا نہ کریں۔ اس لئے احد میں نہایت کاری زخم لگا کر یہ بتادیا کہ جنگ کا ہر میدان تزکیہ نفس اور کمال ایمان کا اک نیا باب ہے چنانچہ غزوہ احد میں زخم لگائے جانے کے بیش بہا فوائد گنواتے ہوئے ایک بات یہ بتائی کہ "تاکہ آزمالے ان ایمانی کیفیات کو جو تمہارے سینوں میں ہیں' اور تاکہ خالص کردے اس ایمان کو جو تمہارے دلوں میں ہے۔" یعنی فتح بدر جو کمال ایمان کی سند تھی اسی سے خود اعتمادی اور جرات و شجاعت میں بے پناہ اضافہ ہو جانا ایک فطری امر تھا جو اپنی جگہ ایک بہت بڑی خوبی ہونے کے ساتھ اپنے دامن میں یہ اندیشہ بھی رکھتی ہے کہ کہیں کمال توکل پر اثر انداز نہ ہو جائے جس سے کمال ایمان کا با نکپن مجروح ہو سکتا ہے۔ لہٰذا احد میں زخم لگا کر توکل کا امتحان لے لیا اور خود اعتمادی کی ڈھول دھو ڈالی اور ایمان تازہ و شگفتہ ہو کر چمک اٹھا۔ غزوہ احزاب اپنی ہولناکی کے اعتبار سے سخت ترین غزوہ تھا گھبراہٹ کا یہ عالم تھا کہ "جب دن کو تارے نظر آنے لگے دل سینے سے اچھل کر گلے میں اٹک گئے۔" منافق کہنے لگے "اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدہ ہم سے کیا تھا وہ محض دھوکہ تھا۔" اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وہیں آزمالیا گیا اہل ایمان کو اور انہیں نہایت سختی سے جھنجوڑ دیا گیا" لیکن جنگ کی ان سختیوں' تلخیوں کا ثمرہ اہل ایمان کے حق کیا ہوا؟ سنئے فرماتے ہیں "اہل ایمان کہنے لگے یہی تو ہے وہ جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا تھا اور اس معرکہ نے اہل ایمان کی اطاعت شعاری فرمانبرداری اور ایمان میں مزید در مزید اضافہ کردیا۔" غزوہ حدیبیہ میں سفر کا آغاز عمرے کے احرام سے ہوتا ہے' احرام اور جنگ ایک دوسرے کی ضد اور نقیض ہیں نفسیات پر امن کی کیفیت غالب اور

حاوی ہے لیکن پھر اچانک جنگ کی فضا پیدا ہو جاتی ہے 'احرام ابھی نہیں کھولے گئے' قربانی کے جانور منیٰ پہنچنے کے منتظر ہیں اس اثناء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جنگ کے لئے بیعت کا بلاوا آتا ہے 'تو ہم نے دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام عمرہ سمیت بیعت کے لئے اس طرح بیتابانہ ٹوٹ پڑتے ہیں جیسے یہ ان کی کوئی دیرینہ آرزو تھی جو آج بر آئی ہے' جنگ کی نوبت نہ آئی تھی نہ آئی بلکہ یہ ایک امتحان تھا جس میں وہ سرخرو یعنی جب بیعت کے بلاوے پر آرزوئے حیات نے ایمان کی بحری موجوں میں غوطے کھائے تو اس کا لمحہ لمحہ اتنا قیمتی ہو گیا کہ اس میں خرچ کئے گئے پاؤ بھر احد پہاڑ جتنے سونے پر فوقیت پا گئے۔ یہاں بیعت کے معنی ہی یہ تھے کہ بصد شوق و وارفتگی جان حوالے کردی وصول ابھی کرے یا بعد میں کرے یہ مالک کی مرضی "جن کی جاں وصول فرمالی گئی وہ مراد پا گئے اور باقی محو انتظار بے قرار ہیں کہ وہ خوش نصیبی کی گھڑی کب آتی ہے جب ہماری جان بھی وصول فرمالی جائے گی۔" ادھر ہاتھ میں ہاتھ دیا ادھر وحی الٰہی نے اعلان کیا "اللہ راضی ہو گیا مومنین سے (فضائے ایمانی کا وہ کیف آفریں منظر کیا خوب تھا) جب وہ درخت کے نیچے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر رہے تھے۔" کوئی کہہ سکتا ہے کہ محض ہاتھ میں ہاتھ دینے سے کیا فرق پڑا جب عملاً "کوئی چیز وجود ہی میں نہیں آئی تو فرمایا "جان لیا اللہ نے (ان جاں نثارانہ ایمانی کیفیات کو) جو ان کے دلوں میں ہیں "یعنی امن کی حالت احرام میں جنگ کی بیعت کے بلاوے پر جاں نثاری کے بیتابانہ جذبات نے ایمان بھرے اطاعت شعار دلوں میں ایمان مزید کی نئی جوت جگا کر جان بے قرار کو طوفان عشق و مستی سے ہمکنار کر دیا پھر "رضی اللہ" کا اعلان کیوں نہ ہوتا اور ساتھ ہی فرمایا کہ "پھر ان پر سکینہ نازل فرمائی" تاکہ وفور شوق کو سکون آشنا کیا جائے "تاکہ ایمان پہ ایمان بڑھاتے چلے جائیں" ایمان پہ ایمان بڑھاتے چلے جانے کے درجات لامتناہی ہیں لیکن قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا زینہ ایک ہی ہے اور وہ ہے قتال فی سبیل اللہ اور جب انسانی استطاعت اس راہ میں حد امکان کو چھولیتی ہے تو یہ سند ملتی ہے کہ انہیں تقویٰ کی بات کا خوگر بنا دیا وہی اس کے صحیح حقدار اور اس کے اہل ہیں۔ یعنی تقویٰ کی بات ان کی طبیعت میں رچ بس گئی گویا ان کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ اس کو کہتے ہیں ایمان بننا لیکن یہ ایمان اس وقت تک نہیں بنا' جب تک صحابہ میدان جنگ میں نہیں اترے ایمان بننے کو تو ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ایمان مکہ معظمہ ہی میں بن گیا تھا' جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی لیکن انہیں ان کی سابقیت کے شایان ایمان درکار تھا کیونکہ خود یہ **"اولئک هم الراشدون"** (راہنما یہی ہیں) کے منصب کے حامل تھے **اولئک هم المومنون حقا** (مومن بس یہی ہیں) کے لقب کے حقدار تھے لہٰذا ایمان کا وہ معیار جو انہیں درکار تھا اس کا حصول بدر و احد کے معرکوں سے گزرے بغیر ممکن نہ تھا' لیکن ہمیں تو کچھ بھی حاصل نہیں پھر ہمارا ایمان تنہا نماز' روزے سے کیسے بن جائے گا؟ لہٰذا جسے ایمان بنانا مطلوب ہے اسے قتال فی سبیل اللہ کے لئے میدان میں اترنا پڑے گا اس کے بغیر آپ ایمان بنانے پر جتنی بھی محنت کرلیں پھر بھی ایمان کی کمزوری باقی ہی رہے گی' لیکن قتال فی سبیل اللہ ایک ایسا عمل ہے اور نہایت قوی اور زبردست عمل ہے کہ جو ایمان کی تمام کمزوریاں دور کر دیتا ہے' خواہ دیگر اعمال میں کچھ کمی ہی کیوں نہ ہو۔

س..... اگر کوئی کہے کہ ایسی ہی بات ہے تو پھر بعض دینی جماعتوں نے یہ پیشگی پابندی کیوں لگا رکھی ہے کہ جب تک فرائض دینی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی شخص پابند نہ ہو تب تک اسے جہاد میں نہیں لیا جائے گا؟

ج..... عرض یہ ہے کہ اس پابندی کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ یہ قبولیت جہاد کی شرط ہے' بلکہ یہ اس لئے ہے کہ جہاد کا عمل ایک اجتماعی اور حساس عمل ہے جو مزاجوں میں موافقت' ہم آہنگی' یکسانیت' انس اور الفت کا متقاضی ہے عدم موافقت اجنبیت اور بیگانگی کا یہ متحمل نہیں ہو سکتا لہٰذا عمل کی یکسانیت ہی مزاجوں میں ہم آہنگی کا واحد ذریعہ ہے' اس نسبت سے عمل کی یکسانیت گویا اسلامی لشکر کی ایک تنظیمی ضرورت ہے علاوہ ازیں رجوع الی اللہ اور ذکر اللہ کی کثرت جو فوری نصرت اور فتح مندی کا ذریعہ بنتے ہیں ان کا دارومدار بھی فرائض دینی کی پابندی اور عمل بالسنۃ پر ہے اور جہاد میں برکات و کرامات بھی اسی راستے سے آتی ہیں ورنہ جہاں تک جہاد کے قبول ہونے اور شہادت پر جنت کے وعدے کا تعلق ہے تو اس کے لئے صرف مسلمان ہونا شرط ہے اور بس۔ جو لوگ پہلے ایمان بنانے کی بات کرتے ہیں اگر وہ فرائض دینیہ کی پابندی کا کہتے تو بات سمجھ میں آتی تھی کیونکہ فرائض کی پابندی ایک متعین بات ہے سننے والا سمجھ جاتا ہے کہ کہنے والا کیا چاہتا ہے اور فرائض کی پابندی اس لئے بھی مطلوب ہے کہ رجوع الی اللہ کا واحد ذریعہ یہی ہے اور جنگ ایک ایسا عمل ہے' جس میں جسم و جان جذبات و عقل اور ادراک و شعور سبھی مشغول ہوتے ہیں اور شیطانی وساوس اور حملوں سے دفاع کی کوئی صورت موجود نہیں ہوتی ایسے میں رجوع الی اللہ ہی مجاہد کا واحد سرمایہ ہوتا ہے اور رجوع الی اللہ فرائض دینیہ کی پابندی کے بغیر ممکن نہیں' رہی بات ایمان بننے کی تو یہ ایک مجمل اور غیر واضح

ص ۲۶ پر

انصاف پسند اسلامی میڈیا وقت کی اہم ترین ضرورت

تحریر: مولانا سید واضح رشید ندوی ترجمہ: مطیع الرحمٰن عوف ندوی

دنیا میں اس وقت سرگرم اور متحرک اسلامی صحافت کے فقدان کا یہ نتیجہ ہے کہ پوری دنیا میں خاص طور پر یورپی اور غیر اسلامی ملکوں میں اسلام کی تصویر کو بدنما کر کے پیش کیا جارہا ہے' اور مسلمانوں کے خلاف بڑے پیمانے پر ذہن سازی کی جارہی ہے دنیا کو یہ تاثر دیا جارہا ہے کہ جہالت و کٹر پن' دہشت گردی و جذباتیت' تفرقہ اور ظلم و سفاکی اسلامی معاشرہ کے مظاہر اور اس کی علامتیں ہیں' عالمی صحافت (جس پر اس وقت صیہونیوں' ملحدوں یا اسلام مخالف ماحول میں پروردہ افراد کا قبضہ و تسلط ہے) پوری دنیا میں اس تاثر کو عام کرنے اور اس تصور کو پھیلانے میں تن من سے لگی ہوئی ہے۔ اور اس تصور کو حقیقت کا روپ دینے کے لئے موجودہ صحافت یہ کررہی ہے کہ وہ اسلامی معاشرہ میں پیش آنے والے مختلف واقعات کو ڈھونڈ کر ان کی اپنے تصور کے مطابق تشریح کرتی ہے' اور ان واقعات کی ذمہ داری اسلامی تعلیمات پر ڈالتی ہے' چاہے وہ واقعات خود اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس عصر میں اخلاق جرائم اور دہشت گردی اور تشدد کے واقعات دنیا کے مختلف حصوں میں یکساں طور پر واقع ہورہے ہیں بلکہ اگر اس کا کوئی گراف بنایا جائے تو غیر اسلامی سماج میں یہ واقعات زیادہ پیش آرہے ہیں' بہ نسبت مسلم سماج کے۔ غیر اسلامی سماج میں اخلاقیات کا کوئی بنیادی تصور ہی نہیں۔ مغربی سماج میں جرائم کو ہنرمندی قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد خالص مادہ پرستی اور خود غرضی و نفس پرستی پر قائم و دائم ہے۔ اس کے اندر نہ تو انسانی حرمت کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی عزت نفس کا کوئی وزن وقار' مغرب میں کئی ایسی تحریکات و نظریات ہیں' جن کی بنیاد ہی مادی منفعت اور ذاتی مفاد کا حصول ہے خواہ وہ کسی بھی طرح حاصل ہو اور اس کا جو بھی ذریعہ ہو۔ ان مقاصد کے حصول کے لئے ہر طرح کے وسائل اپنائے جاسکتے ہیں۔ اور ان کے حصول میں نہ کسی ضابطہ و اصول کا پاس و لحاظ کیا جاتا ہے اور نہ ہی خیر و شر کی تمیز کی جاتی ہے۔ ظالم مظلوم' حق و ناحق کا اس میں کوئی تصور نہیں' اخلاقی جرائم' لوٹ مار اور دہشت گردی کے واقعات کا اگر ایک عالمی نقشہ بنایا جائے اور ترقی یافتہ معاشرہ اور غیر ترقی یافتہ معاشرہ میں اس کی منظر کشی کی جائے تو یہ بات آشکارا ہوجاتی ہے کہ دوسرے تمام معاشروں کے مقابلے میں مغربی ثقافت سے متاثر سوسائٹیاں اس میں سب سے زیادہ ملوث ہیں' دیگر سوسائٹیوں میں یہ چیزیں محدود یا معدوم ہیں۔ مغربی وسائل ابلاغ میں ان کا ذکر آتا رہتا ہے مگر سرسری' یا اس کے ایسے اسباب بیان کئے جاتے ہیں' جن سے ان کی اہمیت ختم ہوجاتی ہے اور وہ واقعات اتفاق یا حادثہ بن جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود یورپی ممالک اسلامی معاشرے پر جرائم اور دہشت گردی کا مسلسل الزام لگاتے رہتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے ایک بات فرض کرلی ہے کہ اسلام تشدد کا دین ہے ایک ہزار سال گزرنے کے باوجود ان کے اس مفروضے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ اور وہ اسے بھی گوارا کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس مسئلہ پر وہ ازسرنو غور کریں کہ آیا حقیقت میں مسلمان سب سے زیادہ دہشت گرد ہے اور کیا جو واقعات پیش آتے ہیں ان کا واقعی اسلام کی تعلیمات سے کوئی تعلق ہے' ان واقعات کے اسباب و عوامل اور محرکات خود مغرب کی ظالمانہ سیاست اور مادی تربیت ہے۔

اس وہم کا جواب ایک ناقابل انکار حقیقت کا روپ اختیار کرچکا ہے اور اس کا سب سے بڑا سبب مسلم علاقوں میں اسباب تشدد سے صرف نظر اور یورپی میڈیا میں بار بار اس دعوے کا اعادہ اور عالم اسلام میں پیش آمدہ واقعات کی بے بنیاد اور غلط وضاحت اور اس کے ساتھ مغرب میں پیش آمدہ واقعات سے چشم پوشی ہے اور وہاں کے معاشرتی اور اخلاقی حالات کی پست قامتی اور زبوں حالی کو چھپانا ہے۔ جب ترقی یافتہ ملکوں میں دہشت و تشدد کے واقعات پیش آتے ہیں اور ان کو عالمی اخبارات یا ریڈیو پر نشر کیا جاتا ہے تو ذہن کی اس جانب بے توجہی اور واقعہ کے اسباب و محرکات کے سلسلہ میں پردہ پوشی سے کام لیا جاتا ہے لیکن اس کے برعکس عالم اسلام کے واقعات کو بار بار دہرایا جاتا ہے اور ان کا مستقل تجزیہ کیا جاتا ہے اور پھر اس واقعہ سے اسلام اور اسلامی تحریکوں کا ربط جوڑ دیا جاتا ہے اسی کے ساتھ اسلام اور اسلامی تحریکوں کے خلاف جو کارروائیاں اور تشدد کا

عمل ہوتا ہے ان کو بالکل نظر انداز کردیا جاتا ہے' یا اس کا جواز پیش کیا جاتا ہے اور اس کی ذمہ داری مظلوم عناصر پر ڈالی جاتی ہے۔ مغربی ممالک اسلامی ممالک کے ساتھ جو غیر منصفانہ بلکہ ظالمانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور سیاسی و اقتصادی جارحیت کا جو معاملہ کرتے ہیں اس کا کہیں ذکر نہیں ہوتا۔

اسلامی ملک میں اگر کسی تحریک پر پابندی عائد ہوتی ہے تو یہ عمل جابرانہ قرار پاتا ہے اور اگر اسلامی تحریک پر پابندی لگتی ہے تو یہ عمل ترقی پسندانہ قرار پاتا ہے۔ اسلام کے خلاف کسی کتاب یا فلم پر پابندی لگتی ہے یا کسی کے خلاف مقدمہ قائم ہوتا ہے تو یہ سیکولرازم جمہوریت اور انسانی حقوق کے خلاف عمل ہوتا ہے' لیکن اگر اسلامی ذہن کے کسی فرد پر یہ الزام لگتا ہے تو اس پر مغربی میڈیا کو کوئی تشویش نہیں ہوتی حال ہی میں اس کی مثال ترکی اور الجزائر کی حکومتوں کی کارروائیاں ہیں۔ اسی طرح فرانس میں روجیہ مازودی کے خلاف مقدمہ ہے جس پر مغربی صحافت کو کوئی توجہ نہیں' سوڈان کے بارے میں مغرب کا رویہ عراق کے خلاف امریکہ کا شور و واویلہ اس کی چند مثالیں ہیں:

اس جیسے تضاد کی مثالوں میں مغربی ممالک کی نمائشوں میں بعض اسلامی کتابوں پر پابندی ہے اور اسلامی ملکوں اور عدالتوں میں بعض اسلام کو داغدار کرنے والی کتابوں کی اشاعت پر اصرار ہے' اس وقت الجزائر کے کرب انگیز حالات و واقعات مغربی میڈیا کے خاص موضوع ہیں۔ اور میڈیا کی عام عادت ہے کہ وہ ہمیشہ ان واقعات کی ذمہ داری اسلامی تحریکوں کے سر ڈالتی ہے خواہ یہ تہمت تراشی عقل و فہم کے خلاف ہی کیوں نہ ہو' کیم جنوری ۱۹۹۸ء میں رمضان المبارک کی پہلی شب میں اور ۲۷ رمضان کی شب میں مسلمانوں پر مظالم کا جو پہاڑ ٹوٹا اور اس میں مردوں' عورتوں اور بچوں کے ساتھ جو بربریت و وحشت کا ننگا ناچ ہوا اسے سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں' یہ ایسے دردناک واقعات ہیں جن کو کسی بھی طرح ذہن قبول نہیں کرسکتا کہ یہ مسلمانوں کا کام ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا شکار خود مسلم عوام ہیں' اور اسلامی ذہن کے عوام عبادت میں مشغول تھے' ان خونریز واقعات میں اسلامی مخالف عناصر کے ملوث ہونے کے قوی دلائل پائے جاتے ہیں۔

لیکن اخبارات اور ریڈیو نے ان خبروں کو اسلام سے جوڑ کر پیش کیا اور اس عمل کو رمضان سے جوڑا' اور اہم اخباروں اور ریڈیو نے اپنی نشریات میں رمضان کا بطور خاص ذکر کیا ہے' گویا کہ رمضان کا ان واقعات سے گہرا رشتہ ہے۔

اسی طرح جو واقعات ماہ مبارک میں پاکستان میں پیش آئے۔ ان کے بارے میں یہی رویہ رہا۔ ان واقعات کو مدارس اسلامیہ سے جوڑا گیا' اور قرآن و حدیث کی تعلیم سے ربط پیدا کرنے کی کوشش کی گئی' اور مدارس کے خلاف ایک مہم چلائی گئی' یہ مغربی صحافت کی فطرت اور مزاج بن چکا ہے جو عالمی صحافت ان واقعات کی ذمہ داری اپنی پروردہ حکومتوں پر ڈالنے سے گریز کرتی ہے۔ یہ بات ان کے ذہن میں نہیں آتی کہ حکومتیں حالات پر قابو کیوں نہیں پاتیں اور مجرموں کو کیوں نہیں پکڑتیں؟ اور انہیں اس کی سزا کیوں نہیں دیتیں؟ ان واقعات کے مجرمین کی اب تک نشاندہی نہیں کی جاسکی۔

بعض اخبارات نے سید عبدالحمید ابراہیمی سابق وزیر اعظم الجزائر کے بیان کو نشر کیا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ الجزائری فوج ہی شہریوں کے خون خرابہ کی پلاننگ کرتی ہے۔ اور وہ دعویٰ کرتی ہے کہ یہ کام اسلامی تحریکوں کا ہے۔ یہ کارروائی ان شہریوں کے لئے محض سزا کے طور پر ہے۔ جنہوں نے اسلامی تحریکوں کے حق میں ووٹ دیا لیکن عالمی صحافت اس وضاحت و تشریح کو نظر انداز کردیتی ہے' اور بس ان واقعات کا اسلامی تحریکوں کو ذمہ دار قرار دینے پر تل جاتی ہے۔ اسی طرح مصر کے واقعات کے بارے میں بھی اسلامی تحریکوں کی طرف سے تردید کی جاچکی ہے۔

اس کے برخلاف بعض ایسے ہی واقعات دسمبر ۱۹۹۷ء کے آخر میں میکسیکو اور ارجنٹینا میں رونما ہوئے۔ جو مذکورہ واقعات سے کم سنگین اور وحشت ناک نہیں ہیں ان کا تعلق گرجا گھروں اور عیسائی تحریکوں سے ہے۔ لیکن عالمی صحافت نے ان واقعات کو نمایاں نہیں کیا۔ بلکہ ان کو ہمدردی ظاہر کرتے ہوئے نقل کیا اور ان واقعات کے اسباب کا اچھے انداز میں تحلیل و تجزیہ کیا اور ان کی ذمہ داری حکومت پر ڈالی۔

جنوری کے "اکونمسٹ" اور "نیوزویک" کا خاص موضوع وہ قتل عام تھا جو میکسیکو اور ارجنٹینا میں پیش آیا' لیکن دونوں اخباروں نے حالات کا جائزہ اس کے سیاسی محرکات و پس منظر میں لیا ہے جبکہ انہیں چاہئے تھا کہ وہ اس قتل عام کے مجرموں کو بے نقاب کرتے۔ مثلاً" میکسیکو کے واقعہ کے سلسلہ میں نیوزویک نے "میکسیکو کے قتل عام میں ظلم و زیادتی کی تاریخ" کے عنوان سے اظہار رائے کیا ہے اور اخبار نے اس سلسلے میں یہ رائے ظاہر کی ہے' یہ واقعہ ناگواری و محرومی اور سیاسی زور و زبردستی کا نتیجہ ہے۔ جبکہ درحقیقت میکسیکو کا واقعہ الجزائر کے واقعہ سے مختلف نہیں۔ اس اجتماعی قتل عام کا یہ طویل سلسلہ کسانوں' حکومت اور مذہبی لوگوں کے درمیان نزاع کے بنا پر چلا اور ۲۲ دسمبر ۱۹۹۷ء کا حادثہ بڑا ہی المناک اور ہیبت ناک تھا۔ اس میں تقریباً" ۴۵ افراد جاں بحق ہوئے جو ایک گرجا گھر میں پناہ گزین تھے۔ ان پر ایک نیم فوجی دستے نے حملہ کردیا تھا۔

اخبار نے لکھا ہے کہ یہ دردناک حادثہ جو اٹیمالا میں پیش آیا' جہاں فوجیوں نے پورے گاؤں کا صفایا کردیا۔ اخبار لکھتا ہے کہ مشاہدین (آبزرورس) کا کہنا ہے کہ حملہ آور میونسپلٹی کی گاڑی پر سوار تھے اور فوجی لباس میں تھے۔ مسلح دستے جائے حادثہ سے قریب ہی تعینات تھے لیکن متاثرین کے تعاون کے لئے انہوں نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ اخبار نے اس طرح کے واقعات میں حکومت کی پشت پناہی اور اس کے ملوث ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔

اخبار نے آگے لکھا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومتی سطح پر اس طرح کی فوجی کارروائیوں پر پیسہ صرف کیا جارہا ہے' اور یہ کشاکش اب کھلم کھلا مقابلہ تک پہنچ چکی ہے۔ اخبار کے مطابق PRI تحریک کے ایک ممبر نے کہا کہ جب تم PRD ایک تحریک کے ممبر ہو تو تم ہمارے دشمن ہو اور تمہارا کام تمام کرنا ضروری ہے۔ اخبار کے مطابق یہ ظلم و زیادتی جنازے کے ساتھ جاتے ہوئے لوگوں پر ہوئی۔ جب کہ وہ دوسرے فریق کے جنازے میں شریک تھے' اور جھگڑا کیتھولک پروٹسٹنٹ فرقوں کے درمیان شروع ہوا۔ اور اب تک مسلسل جھڑپیں جاری ہیں۔

ارجنٹینا میں ایک تحریک تخریبی کارروائیوں کی باقاعدہ پلاننگ کرتی ہے۔ اخبار نے اس طرح کی سرگرمیوں کا تجزیہ کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ یہ سیاسی کارروائیں ہیں' اور اس طرح کے واقعات کے پیچھے جن کا نشانہ یہودی ہیں' کیتھولک فرقہ کا ہاتھ ہے۔

اس سے قبل روانڈا میں بڑے دردناک واقعات پیش آئے وہاں مرنے والوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی۔ ان حادثات میں گرجا گھروں نے بڑا اہم رول ادا کیا۔ اسی طرح بعض یورپی و ایشیائی ملکوں میں مسلمانوں کے خلاف عیسائی دہشت گردوں کی کارروائیاں بھی ہوئیں نیز اسرائیل میں عربوں اور مسلمانوں کے خلاف یہودی مذہبی کٹرپسندوں اور دہشت پسندوں کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ اس طرح کے اسلام مخالف مسائل کے سلسلے میں عیسائیت یا یہودیت کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جاسکتا۔

یہ صورت حال اس لئے قائم ہے کہ عالم اسلام کا کوئی موثر ادارہ نہیں ہے۔ جو واقعات کو صحیح رنگ میں پیش کرے اور ذہن سازی میں حصہ لے' مغربی میڈیا کے مقابلہ کے لئے آزاد و غیر جانبدار صحافت وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکی ہیں۔ اور یہ سرفہرست مسائل میں سے ہے اس صحافت کو دو کردار نبھانے ہیں' ایک مثبت انداز میں حقیقت کو پیش کرنا اور اس کو پوری حکمت اور جدید موثر اسلوب میں عام کرنا ہے جو جدید ذہنیت کے مسائل کا حل پیش کرے اور نئی نسلوں کے اطمینان کا سبب ہو اور اسلام کے سلسلے میں اس دور میں پیدا شدہ اشکالات کا ٹھیک ٹھیک جواب دے' اور یہ ثابت کرے کہ اسلام تعمیر کا مذہب ہے اور اس کے پاس۔ موجودہ تمام مشکلات کا حل موجود ہے' اور دوسرا کردار یہ کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بلکہ حقیقت کے خلاف دعوؤں کا ابطال کرے اور مغربی تہذیب کی خامیوں کو اجاگر کرے اور اس کے پس پردہ جو چیزیں کارفرماں ہیں دنیا میں رائج زبانوں میں ان حقیقتوں کو واشگاف کرے' یہ صرف اسلام اور مسلمانوں کا دفاع نہ کرے' بلکہ سارے مظلوموں کی آواز بلند کرے۔ اور ہر جدید مواصلاتی و ابلاغی ذرائع کا اس کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ ایک عظیم اور اہم کام ہے جسے حکومتوں اور اسلام کی عظیم تنظیموں کا تعاون درکار ہے۔ یہ عالمی اور علاقائی دونوں سطحوں پر کرنے کا کام ہے' عالم اسلام میں ایسے افراد کمیاب نہیں ہیں جن کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے وسائل و ذرائع سے مالا مال کررکھا ہے۔ اور ان کو دولت و ثروت اتنی وافر مقدار میں حاصل ہے کہ وہ امت مسلمہ کے اس طرح کے منصوبوں کو عملی جامہ پہناسکتے ہیں۔ ○

آگر سینے میں دِل بیدار ہو جائے؟

حافظ عبدالرؤف نعمانی

خدا شاہد اگر سینے میں دل بیدار ہوجائے
تیری ہر ہر نظر کون و مکاں سے پار ہوجائے
جو تو حق کی حمایت کیلئے تیار ہوجائے
نگاہیں تیر بن جائیں زباں تلوار ہوجائے
خلیل اللہ کا جذبہ اگر پیدا کوئی کرلے
تو نمرودوں کی آتش آج بھی گلزار ہوجائے
خدا سے تو مدد مانگے اگرائے ناخدا اب بھی
تو ہر طوفان سے تیرا سفینہ پار ہوجائے
سحر ہونے کو ہے' ایسا کوئی نغمہ سنا بلبل
چمن کا غنچہ غنچہ خواب سے بیدار ہوجائے
وہی رہتے ہیں زندہ' موت سے جن کو محبت ہے
وہی مرتے ہیں جن کو زندگی سے پیار ہوجائے
ارادے دشمنوں کے ہم سے ٹکرانے کے ہیں مسلمانو!
وطن کا ہر جواں فولاد کی دیوار ہوجائے

○

بقیہ : قتال فی سبیل اللہ

بات ہے کیونکہ جب یہ کہا جائے گا کہ جہاد سے پہلے ایمان بناؤ تو پوچھنے والا یہ پوچھ سکتا ہے کہ "ایمان بننے کے کیا معنی ہیں' ایمان کیسے بنے گا' ایمان کب تک بن جائے گا' اور کیسے پتہ چلے گا کہ اب ایمان بن گیا ہے؟" ان سوالوں کا کوئی متعین جواب کسی کے پاس موجود نہیں ہے۔

ایک گریجویٹ نوجوان کی قادیانیت سے توبہ

عبدالرحمٰن

گزشتہ سے پیوستہ شمارہ میں وزیر علی پھل کے قبول اسلام کی مختصر رپورٹ شائع کی گئی تھی اور اب مفصل رپورٹ شائع کی جا رہی ہے ملاحظہ فرمائیں

(ادارہ)

وزیر علی ولد ولی محمد پھل کا تعلق ایک غریب گھرانہ سے ہے' گزشتہ پانچ سال سے مشتاق کھرل نامی قادیانی ان کے پڑوس میں آکر رہنے لگے۔ مشتاق قادیانی نے پڑوسیوں سے تعلقات استوار کئے اور اس سادہ قادیانیت کی تبلیغ اس پر شروع کردی۔ جیسے کہ ان مکروہ چہرے والے قادیانیوں کی عادت ہے کہ پہلے پہل یہ ہمدردی اور خوش اخلاقی سے سادہ نوجوانوں کو اپنی طرف راغب کرتے ہیں اور پھر اپنے مکروہ عزائم کا آہستہ آہستہ پرچار کرتے ہیں۔ مشتاق قادیانی اس کے ساتھ گھومتا دیکھا جاتا اور اس کے گھر کا فرد محسوس ہوتا تھا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے خادمین کے سامنے یہ صورتحال آئی تو انہوں نے ملاقاتوں کا سلسلہ وزیر علی پھل کے ساتھ شروع کیا اور لٹریچر بھی اس کو "وقتاً فوقتاً" دیتے رہے۔ مگر وزیر علی پھل نے کبھی کھل کر قادیانی ہونے کا اقرار نہ کیا' جس سے خادمین مجلس تحفظ ختم نبوت یہ سمجھتے رہے کہ یہ صرف دوستی تک معاملہ ہے۔

مگر جب وطن عزیز میں خانہ و مردم شماری کا عمل شروع ہوا تو مختلف اخبارات میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی قائدین نے ایک اشتہار شائع کروایا تھا جس میں قادیانیوں پر کڑی نظر رکھنے کا کہا گیا تھا کہ کہیں وہ مذہب کے کالم میں خود کو مسلمان ظاہر نہ کریں۔ مرکزی عہدیداران کی اپیل پر لبیک کہتے ہوئے گمبٹ کے خادمین نے جن کے پاس اپنے تحصیل گمبٹ اور آس پاس کے تمام دیہات میں رہنے والے قادیانیوں کے پتہ جات تھے ان لوگوں پر نظر رکھی اس طرح ۱۵ مارچ ۱۹۹۸ء کو جب وزیر علی پھل نے اپنے خاندان بھر کے ڈیٹا بیس فارم پر کروا کر واپس دیئے تو یہ عقدہ کھلا کہ اس نے خود کو قادیانی اپنی زوجہ' والدہ' بھائی بھابھی اور گھر کے دیگر افراد کو "مسلمان مذہبا" لکھا۔ چونکہ ساتھیوں کی نظر مشتاق قادیانی پر تھی کہ کہیں وہ خود کو مسلمان نہ لکھے مگر اس نے خود کو قادیانی ہی لکھا اور وزیر علی پھل چونکہ ان کی دوستی میں تھا اس نے خود کو قادیانی لکھ کر ثابت کیا کہ وہ مشتاق کی تبلیغ سے متاثر ہو کر قادیانی ہوا ہے ایک سادہ اور تعلیم یافتہ نوجوان کے اس اقرار نامے کے بعد کہ وہ خود کو قادیانی لکھے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ کے ذمہ داران اور ممبران کا دل خون کے آنسو رویا اور فوری طور پر اسی روز میٹنگ بلا کر آئندہ کا لائحہ طے کیا گیا جس کا آغاز یوں ہوا کہ اسی روز یعنی ۱۵ مارچ ۹۸ء کو علماء حق پر مشتمل ایک وفد جس کی قیادت حضرت مولانا محمد صدیق شیخ صاحب نے کی ان کے ساتھ برادر عبدالرشید شیخ برادر ڈاکٹر عبدالرحمٰن اور برادر محمد ابوبکر تھے۔ وزیر علی پھل کے بڑے بھائی سے وفد کی ملاقات ہوئی وہ بے چارہ تو ہکا بکا رہ گیا۔ جب حضرت مولانا محمد صدیق شیخ صاحب نے ان کو دین اور ختم نبوت پر مسلمان کا کس طرح ایمان پختہ ہونا چاہئے بتایا تو وزیر علی پھل کا بڑا بھائی رو دیا اور کہنے لگا کہ ختم نبوت کے عقیدے پر ہماری جان مال اور زندگیاں قربان ہیں۔ ان سے دوسرے دن کا وعدہ لیا گیا کہ علماء کا ایک وفد وزیر علی پھل کو سمجھانے کے لئے آئے گا اور ان کے بھائی کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہ کرے گا اور قادیانیت کے فتنے کے چہرے سے نقاب اتارے گا۔

مورخہ ۱۶ مارچ ۹۸ء کو پھل قوم کے ایک نوجوان ڈاکٹر غلام اکبر پھل سے ملاقات کے لئے خادمین مجلس ختم نبوت گمبٹ کا ایک وفد جو ڈاکٹر عبدالرحمٰن شیخ' برادر اعجاز اللہ شیخ پر مشتمل تھا ملا اور ان کو تمام حالات سے آگاہ کیا کہ کس طرح مشتاق کھرل قادیانی نے ان کی برادری کے ایک سادہ مسلمان کو اپنے دجل اور فریب سے قادیانی بنایا ہے اسی روز دوپہر کو ڈاکٹر غلام اکبر پھل کی بیٹھک پر علماء حق کا وفد جو حضرت مولانا قمرالدین صاحب' حضرت مولانا محمد صدیق شیخ صاحب اور دیگر ساتھی تھے مقررہ وقت پر پہنچے۔ وزیر علی پھل آرائیں کو سمجھایا گیا کہ باطل نظریات سے توبہ کرلو مگر وہ دجل اور مکروہ و فریب سے اتنا متاثر تھا کہ الٹا علماء حق سے کہنے لگا کہ وہ اس کی طرح پختہ مسلمان بنیں۔ علماء حق اور خادمین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گمبٹ اس کے اس رویے سے مایوس نہ تھے کیونکہ ان کو یقین کامل تھا کہ اللہ رب العزت نے خود تاجدار مدینہ کو خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وسلم) بنایا ہے اور وہی وزیر علی پھل کو ہدایت فرمائے گا۔

اسی روز یعنی ۱۶ مارچ ۹۸ء کو ایک وفد تشکیل دیا گیا' جس میں حضرت مولانا محمد صدیق شیخ' مولانا نعمت اللہ شیخ' حضرت واحد بخش شیخ' برادر محمد ابوبکر' برادر اعجاز اللہ شیخ اور برادر

عبدالرشید شیخ ان تمام حضرات نے وزیر علی پھل کے آبائی گاؤں مولیڈنہ پھل جاکر آگاہ کیا' گاؤں ولیڈنہ پھل کے تمام لوگوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد کو اپنے مکمل تعاون اور مدد کا یقین دلایا۔ پھر ان ہی حضرات پر مشتمل وفد گوٹھ غلام حیدر پھل پہنچا' اس گاؤں کے وڈیرے غلام حیدر پھل نے بھی اپنے مکمل تعاون اور دین حق کی راہ کے لئے مدد کا یقین دلایا۔ اس گاؤں کے ایک شخص علی نواز پھل کی بیٹی سے وزیر علی پھل کی شادی ہو چکی تھی۔ وزیر علی پھل کا سسر علی نواز پھل آج کل نوابشاہ میں رہتے ہیں۔ برادر اعجاز اللہ شیخ اور محمد ابوبکر پر مشتمل وفد نواب شاہ روانہ کیا گیا کہ وہ وزیر علی پھل کے سسر اور ساس کے ذریعے ان کو سمجھائے اسی روز یعنی ۱۶ مارچ ۹۸ء کو ٹنڈو آدم میں حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب مورخہ ۱۷ مارچ ۹۸ء کو صبح ٹنڈو آدم سے کمبٹ پہنچے۔ ۱۷ مارچ کی صبح نوابشاہ سے ساتھی وزیر علی پھل کی ساس اور سسر کو لیکر پہنچے' وزیر علی پھل کے ساس اور سسر کو ان کے داماد کے قادیانی ہونے کی وجہ سے دینی احکامات بتائے گئے کہ ان کی بیٹی سے نکاح فسق ہو چکا ہے اور تجدید نکاح کی صورت یہ ہے کہ لڑکا تائب ہو جائے اور مسلمان ہو قادیانیت پر تین حرف بھیجے اور لڑکی رضا خوشی سے دوبارہ تجدید نکاح کے لئے اور نئے حق مہر کے ساتھ راضی ہو۔ اس پر پھل برادری نے فیصلہ کیا کہ چونکہ نکاح فسق ہو چکا ہے وہ وزیر علی پھل کے ساس سسر کے ہمراہ ان کی بیٹی کو لیکر گوٹھ مولیڈنہ پھل میں محترم امید علی پھل کے پاس جاکر رہے اور خدا کے حضور دعا کی کہ وزیر علی پھل دین اسلام پر حق اور صداقت کے دین پر لوٹے مورخہ ۱۷ مارچ ۹۸ء کو بعد نماز مغرب مدرسہ رحمانیہ اہل واہ میں تقریباً ۴۰۰ سے ۵۰۰ افراد جمع ہوئے وزیر علی پھل وہاں اپنی برادری کے لوگوں کے ہمراہ پہنچے تو حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی سے عقیدہ ختم نبوت پر روشنی ڈالی اور قرآن و حدیث سے آیات و احادیث وزیر علی پھل کو دکھائیں۔ غلام احمد قادیانی کی وہ کتابیں بھی دکھائیں جن میں ملعون نے ہمارے پیارے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر تنقید کی ہے (نعوذباللہ)

اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے گندے خیالات سے بھی آگاہ کیا اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جگر گوشہ رسول اور اہل بیت اطہار کے بارے میں آنجہانی غلام احمد کی اصل کتابوں میں کی گئی دشنام طرازیوں اور بکواسات سے آگاہ کیا۔ مگر ان تمام باتوں کے ماننے کے بعد کہ یہ غلط باتیں ہیں' وہ بضد تھا کہ مرزا غلام احمد پر لعنت نہیں بھیجوں گا۔ الحمدللہ اتنا اثر ضرور ہوا کہ وہ جس فریب اور دجل میں گرفتار تھا اس پر نظرثانی کے لئے آمادہ ہوا۔ اس کے بعد ہیڈ محرر عبدالجبار شر صاحب نے بھی اس کو سمجھایا۔

دوسرے دن مورخہ ۱۸ مارچ کو کمبٹ کے باغیرت مسلمانوں کی جانب سے عقیدہ ختم نبوت سے محبت کے ثبوت کے طور پر ہڑتال ہوئی اور ایک جلوس کا اہتمام ہوا۔ یہ جلوس پریس کلب کمبٹ سے نکلا جس کی قیادت حضرت احمد میاں حمادی صاحب' محترم سید شفقت علی شاہ اہل سنت والجماعت قادری سلسلہ کے لیڈر اور کمبٹ شہری اتحاد کے صدر صفدر علی ستہ نے کی۔ اس جلوس میں ہر مسلک کے مسلمان نے بھرپور پر شرکت کی۔ دینی' سیاسی پارٹیوں میں سے جمعیت علماء اسلام اور شہریوں نے بھرپور شرکت کی۔ فاروق اعظم چوک پر تقریریں ہوئیں' جن میں علماء حق نے قادیانیت کی تبلیغ

ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
ہم نے آسمانوں کو زینت دی ستاروں سے
ستارا جیولرز
آسمانوں کی زینت ستارے
خواتین کی زینت زیورات
صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون نمبر: ۷۳۵۰۸۰

Ph : 7512251
AJ
Al-Abdullah Jewellers
العبداللہ جیولرز
GOLD, SILVER BUYERS, SELLERS & ORDER SUPPLIERS
Shop No. 86, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi.

اور مسلمان کو قادیانی بنانے پر مشتاق کھرل‘ یعقوب کھرل اور چوہدری ناصر کھرل کی گرفتاری کا مطالبہ کیا‘ تاجدار ختم نبوت کے پروانوں کا یہ جلوس نعرہ تکبیر اور ختم نبوت زندہ باد کے نعروں کے ساتھ کمبٹ پولیس اسٹیشن پہنچا اور ان تینوں خبیثوں کے خلاف (ایف آئی آر) درج کروانی چاہی۔ اسی دوران وزیر علی پھل کی والدہ نے اپنے بیٹے کو سمجھایا بجھایا جس پر وہ الحمدللہ دوبارہ مسلمان ہونے اور قادیانیت سے تائب ہونے پر راضی ہوا۔ جس کے لئے اس نے حضرت مولانا احمد میاں حمادی کے ہاتھ پر کلمہ توحید اور ایمانیات پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور غلام احمد قادیانی کے تمام باطل تحریروں پر لعنت کی اور غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے اوپر بھی لعنتیں بھیجیں اور کہا کہ اللہ رب العزت مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں پر اپنا قہر نازل فرمائے اور عذاب علیم نازل کرے‘ جس نے یہ فتنہ پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے استقامت اور اخلاص عطا فرمائیں کہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں مجھے شہادت کی موت نصیب ہو (آمین) اس کے بعد وزیر علی پھل نے دس روپے والے اسٹامپ پیپر پر لکھ کر دیا کہ آئندہ میرا قادیانیوں خصوصاً مشتاق کھرل یا دیگر لوگوں سے کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ ان تمام حالات کی دوران ایس ڈی ایم‘ ایف سی ایم‘ ڈی ایس پی کمبٹ موجود رہے اور بعد میں وزیر علی پھل کے دوبارہ مسلمان ہونے پر مٹھائی تقسیم کی گئی اور اس کے بعد رات کو چوہدری ناصر قادیانی مشتاق قادیانی اور یعقوب قادیانی کے خلاف ایف آئی آر نمبر ۹۸/۱۴ داخل کی گئی‘ یہ ایف آئی آر ۲۹۸۔سی کے تحت حضرت مولانا محمد صدیق شیخ نے داخل کروائی۔ مورخہ ۱۹ مارچ ۹۸ء کو ایس ڈی ایم صاحب کے سامنے تجدید نکاح منعقد ہوا۔ جس میں لڑکی نے سابقہ مہر معاف کیا اور نیا مہر ۲۰۰۰ روپے طے ہوا۔ نکاح حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب نے پڑھایا گواہان میں حضرت مولانا محمد صدیق شیخ‘ اور پیر سید شفقت علی شاہ جیلانی صاحب تھے‘ نکاح کے وقت لڑکی کے والد اور والدہ اور لڑکے کے بڑے بھائی موجود تھے اور اس طرح الحمدللہ عاشقان ختم نبوت نے ایک خاندان کو دوزخ کے ایندھن بننے سے اللہ رب العزت کی مدد سے بچایا۔ تاجدار ختم نبوت کے جاں نثاران نے عقیدہ ختم نبوت کی سچائی کو منوایا اور قادیانیت کے پرچاروں اور ماننے والوں پر ضرب کاری لگائی۔ اللہ رب العزت کے بڑے احسان ہیں کہ جس نے خادمین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمبٹ کے نصیب میں اتنی بڑی سعادت لکھی اور یہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالیشان کے مطابق (قادیانی) دجال اور کذاب ہیں۔

آخر میں ہم تمام مسلمان بھائیوں کو خلوص دل سے مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ الحمدللہ حق و سچائی کے پرچم بلند ہوئے اور ملعون قادیانی مرتد دنیا میں بھی ذلیل و رسوا ہوئے اور انشاء اللہ تعالیٰ آخرت میں بھی عذاب علیم کے حقدار ہوں گے۔ ہم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنان حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو تبلیغ کرنے سے روکیں جو آرڈی نینس خود حکومت نے جاری کئے ہیں ورنہ ختم نبوت کے پروانے ان کا وہ حشر کریں گے کہ جو قادیانیوں نے کبھی سوچا بھی نہ ہو گا۔

خصوصی عدالت کا فیصلہ حق کا آئینہ دار ہے

شادی لارج (نمائندہ خصوصی) خصوصی عدالت کا فیصلہ حق کا آئینہ دار ہے‘ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت شادی لارج کے راہنما صوفی محمد خان‘ جناب محمد صفدر صدیقی کوئکی سے مولانا محمد عبداللہ سندھی‘ مولانا عبدالحمید حیدر بدین سے مولانا عبدالستار چاوڑا‘ مولانا عبدالکریم گولارچی سے مولانا عبدالخیر ہزاروی‘ مولانا عبدالرزاق بھٹی تلہار‘ سے مولانا خان محمد صاحب‘ مولانا عبدالرزاق ماتلی سے مولانا محمد رمضان آزاد‘ جناب گل حسن ٹنڈوبھاگو سے مولانا عبدالواحد منگریو‘ ٹنڈو غلام سے حافظ مولانا زبیر میمن‘ جناب عبداللہ آرائیں‘ ڈگری سے مولانا غلام عزت‘ حافظ محمد طاہر‘ مولانا سعید الرحمٰن آرائیں‘ مولانا اکرم الحق خیری جیمس آباد کنری سے ماسٹر حاجی عبدالواحد جناب بشیر قلندر‘ سلطان قیصر کے علاوہ حیدر آباد ڈویژن اور میرپور خاص ڈویژن کے چیدہ علماء کرام اور دیگر مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں نے خصوصی عدالت کے فیصلہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ اس فیصلہ سے عدالت عالیہ کے وقار میں زبردست اضافہ ہوا ہے۔

محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ عبدالروٴف نعمانی

میں نے مانا کہ وہ میرا ہے تو سب کا بھی وہی
مجھ کو ناز ہے کہ وہ سب کا ہے تو میرا بھی وہی
سر اٹھاتا ہوں تو افلاک کو مس کرتا ہے
کہ جو محبوب خدا ہے‘ میرا اپنا بھی وہی
مثل اس کا نہ کوئی آیا ہے نہ آب آئے گا
میرا ماضی بھی وہی ہے میرا فردا بھی وہی
وہ میری عقل میں ہے‘ میرے وجدان میں ہے
میری دنیا بھی وہی ہے میری عقبیٰ بھی وہی
اس کے احکام بھی کلیوں سی چٹک رکھتے ہیں
میرا آقا بھی وہی ہے میرا پیارا بھی وہی
وہ جو برسا میری تشکیک کے صحراؤں پر
میرے وہموں کی شب تاریک میں چمکا بھی وہی
کتنی صدیوں سے ہے وہ گنبد خضریٰ میں مکیں
اور ہر دور میں ہر طرف ہویدا بھی وہی
گرچہ پرکار مشیت کا وہی دائرہ ہے
لیکن اس دائرے کا مرکزی نقطہ بھی وہی
وہ بشر ہے کہ یہی اس کا ہے ارشاد مگر
اس جہان بشریت میں‘ ہے یکتا بھی وہی

REGD. NO. SS-160

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور، فکر انگیز اور المناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پُر نور اور ابدی اُجالے میں آ گئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غداری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آئیے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختمِ نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمٰن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت ◆ بہترین کاغذ ◆ دیدہ زیب طباعت ◆ مضبوط جلد ◆ جدید ڈیزائننگ ◆ چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائیٹل ◆ صفحات : 564
قیمت /200 روپے ◆ جماعتی کارکنوں کے لیے "خصوصی رعایت" قیمت صرف 100 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر، وی پی ہرگز نہ ہوگی)۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان 514122

مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار لاہور
فون 7237500